حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر نایاب کتاب

سیرت

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

تالیف
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی حالاتِ زندگی پر نایاب کتاب

سیرت

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

تصنیف

محمد حسیب القادری

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph 042 - 7352022

Mob 0300-4477371

111 300

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
مصنف: محمد حسیب القادری
پبلشرز: اکبر بک سیلرز
تعداد: 600
قیمت: -/120 روپے

............ملنے کے پتہ............

ایف رمضان پوسٹر اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

کتب خانہ حاجی مشتاق احمد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
حرفِ آغاز	7
مختصر تعارف	9
نام و نسب	11
والدین	15
ولادت باسعادت	21
ابتدائے حال	23
تعلیم و تربیت	27
جستجو مرشد کامل	32
حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیت	57
حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اور اورنگ زیب عالمگیر	62
حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مبارک	66
حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی ازواج	67
اولادِ مطہرہ	68
خلفائے عظام	69
کرامات	70
چوبیس حروف کلمہ طیبہ	87
کلمہ طیبہ کے ذکر اور ورد کے تاثرات	88

مردِ مومن کا کلمہ	90
نظر مرشد اور اسم ذات اللہ	91
فنافی اللہ، بقا باللہ	92
مراقبہ و مشاہدہ	94
مراقبہ اور اُس کی منازل	96
تجلی کا ذکر	97
عارف حق کی علامت	99
معراج کی رات	100
اعلیٰ درجہ کا فقر	101
اعلیٰ درجے کے فقر کی سات اقسام	102
ابلیس، نفس اور دنیا کا اتفاق	103
علم کی اقسام	105
تصورِ اسم ذات کی برکت	107
نفس کی کارستانیاں	109
عالم اور فقیر کا فرق	113
حقیقی مرشد کون؟	114
کامل مرشد کی توجہ	115
تصوف باھو رحمۃ اللہ علیہ	117
دنیا کی حقیقت	119
سچے عاشق کی پہچان	121
قبور سے فیض یابی	123
سماع اور حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ	125

مذاہب عالم اور حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ	127
حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا جذبہ فقر	129
تصنیفات	130
حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان	141
''ابیاتِ باہو'' ایک حقیقی منزل	144
وصالِ مبارک	149
فرمودات	152
مرشد ما پیر باہو	155
مظہر سرِّ الٰہی	157
چادرِ نور	158
کتابیات	160

انتساب

پیرانِ پیر محی الدین حضور سیّدنا غوث الاعظم

حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد درود و سلام۔

پنجابی شاعری جس نے تصوف کے میدان میں دسویں صدی ہجری میں شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ سے اپنا سفر شروع کیا تھا گیارہویں صدی ہجری میں اسے حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے پروان چڑھایا اور اس میں فارسی شعراء کے قائم کردہ تصوف کی رمزوں پر مشتمل پنجابی ادب کے علم کو آنے والی نسلوں کی رشد و ہدایت کے لئے سادگی' سچائی' واردات قلبی' مرشد کامل کی پیروی' دنیا کی بے ثباتی اور متعدد اس جیسے موضوعات کو اختصار کے ساتھ پیش کیا کہ پڑھنے اور سننے والے کو اس کے اسرار و معانی سمجھ میں آ جائیں۔

برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی ترقی کا راز اولیائے عظام کی کاوشیں ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو دین اسلام کی ترقی و ترویج کے لئے وقف کر دیا۔ یہ انہی کی دن رات کی محنت کا ثمرہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور اللہ عزوجل کا فرمان برصغیر پاک و ہند کے کونے کونے میں پہنچا۔ جب ان اولیائے عظام کی کوششوں سے برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی شمع روشن ہو گئی تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں میں مختلف معاشرتی برائیوں اور بدعتوں نے جنم لینا شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ پھر اولیائے عظام کی جماعت ہی آگے بڑھی اور لوگوں میں اسلام کی حقیقت اُجاگر کرنا شروع کی۔ انہی اولیائے عظام میں سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی نمایاں ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات میں اس دنیا کی بے ثباتی کو نثری

اور شعری انداز میں بیان کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات میں عشق حقیقی کا رنگ نمایاں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ و تلقین دین میں اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار کتب بھی تصوف کے موضوع پر تصنیف کیں جن سے ایک زمانہ فیضیاب ہو رہا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ رب العالمین کے وہ برگزیدہ ولی ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی اشاعت اسلام اور تبلیغ میں بسر کی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں عجز وانکساری کا پہلو نمایاں تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے اور یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ولایت کے مقامِ ارفع تک پہنچے۔زیر نظر کتاب "سیرت پاک سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ" کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس صوفی بزرگ کی عظمت کو بیان کیا جائے۔حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور ان کے پیغام کو اُجاگر کیا جائے تا کہ لوگ اس صوفی بزرگ کے پیغام کو سمجھیں اور ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر فلاح پائیں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور میری اس ادنیٰ سی کاوش کو قبول فرمائے۔آمین

محمد حسیب القادری

مختصر تعارف

آپ رحمتہ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے اور آپ کے والد ماجد کا تعلق قبیلہ اعوان سے تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بھی صاحب کشف وکرامت ولیہ تھیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تبلیغ دین کے لئے اپنی عمر عزیز کو وقف کیا اور بے شمار دینی، علمی کتب تحریر کیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے شاعری میں اس دنیا کی بے ثباتی کو مختلف انداز اور حوالوں سے بیان کیا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شاعری کا ایک منفرد مقام عشق الٰہی ہے جس کا اظہار آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کلام میں جابجا نظر آتا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ صاحب کشف وکرامت ولی تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات میں بھی لوگوں کو اخوت اور بھائی چارہ کا پیغام دیا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے کلام میں بھی جا بجا قرآنی تفسیر اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال کیا ہے۔ اس کے ساتھ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی شاعری میں اپنے پیر ومرشد حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو ہی اپنا محور ومرکز مانا ہے اور ان کی تعلیمات کو بڑے اچھے انداز میں شاعری کے رنگ میں بیان کیا ہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے شورکوٹ کے نزدیک واقع ایک قصبہ بغداد کے ایک روحانی بزرگ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی اور روحانی تربیت حاصل کی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دادا مرشد صوفی عبدالرحمٰن دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے فیض روحانی حاصل کیا اور اُن کی نظر کیمیاء سے دولت عرفان سے مالا مال ہوئے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے چار شادیاں کیں مگر آپ رحمتہ اللہ علیہ کا زیادہ وقت سفر میں گزرا۔ اس کے علاوہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ڈیڑھ سو کے قریب کتب بھی تصنیف کیں جن میں سے اکثر وقت

کے ساتھ ساتھ نہ پید ہو چکی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری زیادہ تر پنجابی میں ہے اور نثری کتب فارسی زبان میں ہیں اور اُن میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جابجا اشعار کا استعمال کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سادہ اور پُرکشش انداز بہت ہی خوبصورت ہے۔ شاعری کے ساتھ نثری انداز بھی بہت ہی کم نظر آتا ہے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ میں یہ خصوصیات بہت زیادہ موجود تھیں جو کہ بلاشبہ عطیہ خداوندی ہے۔

نگاہِ عشق میں ہر شے حسیں معلوم ہوتی ہے
ہمیں تو کعبۃ اللہ یہ زمیں معلوم ہوتی ہے
زہے دربار سرکارِ سخی سلطان باہو ہے
جہاں تبدیل ہاں سے ہر نہیں معلوم ہوتی ہے

نام ونسب

نام:

آپ کا نام سلطان محمد باہو رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

القابات:

سلطان العارفین، مرشد الطالبین، ہادی السالکین، سراج الکاملین، قدوۃ السالکین، راحت العاشقین، امام العلماء، فقیر الفقراء اور اس کے علاوہ لاتعداد القابات و خطابات وغیرہ ہیں۔

سلسلہ نسب:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب اکتیسویں پشت میں امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے۔

بقول مولانا سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ از مناقب سلطانی!

۱۔ حضرت شیخ سلطان محمد باہو رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ بن حضرت شیخ سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ بن حضرت شیخ سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ بن شیخ اللہ دتہ رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ بن شیخ محمد تہیم رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ بن شیخ محمد منان رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ بن شیخ محمد موغلا رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ بن شیخ محمد مصیدا رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ بن شیخ محمد سگہرا رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ بن شیخ محمد العون رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ بن شیخ محمد ملا رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ بن شیخ محمد بہاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ بن شیخ محمد جیمون رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ بن شیخ محمد ہرگن رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ بن شیخ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ بن شیخ امیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ بن شیخ قطب شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ بن حضرت امان شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ بن حضرت سلطان حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ بن حضرت شیخ فیروز شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ بن حضرت محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ بن حضرت شیخ فرملک شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ بن حضرت شیخ نواب شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ بن حضرت شیخ دراب شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ بن حضرت ادھم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ بن حضرت شیخ عتیق شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ بن حضرت شیخ سکندر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ بن حضرت شیخ احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ بن حضرت حجر شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ بن حضرت امیر زبیر رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ بن حضرت اسد اللہ الغالب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ۔

اعوان:

کربلا کے المناک واقعے کے بعد ''سادات بنی فاطمہ'' گوشہ نشیں ہو گئے تھے اور ان کا سارا وقت عبادت و ریاضت میں گزرتا تھا' باقی علوی خلافت کے دعویدار تھے اس لئے وہ ایران سے ہوتے ہوئے خراسان آئے۔ پھر علویوں میں سے ایک بہادر شخص شاہ حسین نے ہرات پر قبضہ کرلیا۔ شاہ حسین کے بعد ان کے فرزند امان شاہ تخت نشیں ہوئے۔ امان شاہ ''سادات بنی فاطمہ'' کی بہت زیادہ اعانت کرتے تھے اس لئے ان کی اولاد ''اعوان'' کے لقب سے مشہور ہوئی۔

اعوان درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد مطہرہ میں سے امیر زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ آپ رضی اللہ عنہ کی آخری بیوی کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت امیر زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام ممینہ تھا اور آپ رحمہا رستم پہلوان کی اولاد سے تھیں۔ اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دیگر بھائیوں کے ساتھ پروان چڑھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ میں بھی اہل سادات کی خصلتیں پیدا ہوئیں۔ میدان کربلا میں انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی در پردہ مدد کی لیکن کربلا کے المناک واقعہ کے بعد جب ''سادات بنی فاطمہ'' گوشہ نشین ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنا سارا وقت گوشہ تنہائی میں عبادت کر کے گزارنا شروع کر دیا تو سیاست کے میدان میں نمایاں مقام امیر زبیر اور حنیفہ دو صاحبزادگان حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا ملتا ہے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ''سادات بنی فاطمہ'' کی ان کی مصیبتوں اور تنگدستی اور غریب الوطنی میں ان کی جانفشانی سے مدد کی اور ان کے معاون و رفیق بنے رہے تھے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اعوان یعنی کے مددگار کہا جانے لگا اور یہی بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نسب قرار پایا۔

امیر زبیر کی اولاد میں سے پشت در پشت علوی افراد مختلف علاقوں میں مختلف مہمات میں حصہ لیتے رہے ہیں اور کسی بھی ایک جگہ ٹک کر نہ ٹھہرے۔ البتہ اپنی اس راہ گیری میں بھی انہوں نے بنی سادات کا ساتھ نہ چھوڑا۔ جب یہ لوگ ایران سے ہوتے ہوئے خراسان پہنچے جہاں ان میں سے ایک شخص شاہ حسین جو کہ اپنی بہادری میں اپنی مثال آپ تھا نے خراسان سے فوج کشی کی اور ہرات پر بھی قبضہ کر لیا اور اس جگہ پر اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اس کی وفات کے بعد امان شاہ تخت نشین ہوا۔ امان شاہ ''اہل سادات بنی فاطمہ'' کی بہت زیادہ اطاعت کرتے تھے اور چار پشتوں تک ان کی اولاد ہرات پر قابض رہی اور پھر مرورِ زمانہ کے ہاتھوں عباسیہ عہد میں وہاں سے انہیں نکلنا پڑا۔ اس کے بعد مختلف علاقوں کی صحرا گردی کرنے کے بعد بالآخر ہندوستان کے علاقہ پنجاب میں آئے اور یہاں اُچ، چوہاسیدن شاہ اور ندا شاہ بلاول کو اپنا مسکن بنایا اور ان علاقوں میں اہل سادات بن فاطمہ و عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے جبکہ اعوان جن کی قسمت میں ابھی گردش تھی یہاں نہ ٹک سکے اور یہاں سے کوچ کر گئے اور کالا باغ کی جانب چلے گئے جہاں پر اس دور میں مختلف ہندو راجاؤں کا زور تھا۔

اعوان قبیلہ چونکہ لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر تھا۔ اس لئے ان کی بہت سی جنگیں ہندو راجاؤں کے ساتھ ہوئیں جس کے نتیجہ میں اعوان قبیلہ ان علاقوں میں چھا گیا اور یہاں اپنے الگ گاؤں اور شہر آباد کر کے انہی علاقوں کے باسی قرار پا گئے۔ شکست خوردہ راجاؤں کی نسل کے باقی ماندہ لوگوں نے کوہستان سے فرار ہو کر مذکورہ پہاڑوں کے دامنوں میں پناہ حاصل کی اور وہاں پر اپنی آبادیاں قائم کیں۔ اعوان قبیلہ نے جو مشہور شہر آباد کئے ان میں پنڈ دادنخان اور احمد آباد مشہور شہر ہیں اور بعد میں ان کی مساعی جمیلہ سے یہاں کے ہندوؤں نے بھی اسلام قبول کر لیا اور اس طرح یہ سارا علاقہ اسلام کا گہوارہ بن گیا۔

اعوان سخی، بہادر، صاحب حیاء، صاحب وفا، دیانتدار، امین، عہد کے پکے، بامروت، مہمان نواز، خیرات وخرچ کرنے والے اور پرہیزگاری میں از حد مشہور تھے۔

والدین

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان بھی انہی اعوانوں میں سے تھا جو مالکان کالاباغ اور مالکان اسہال تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان ملک سون کے رؤسا میں شمار ہوتا تھا جو کہ سلطنت دہلی کے دربار سے منسلک تھا اور اس خاندان کے بیشتر لوگ پشت در پشت ریاست کے منصب دار چلے آرہے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام بازید محمد تھا۔ کئی تذکرہ نگاروں نے ان کا نام بازید بتایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نیک' صالح' پابند شرع' حافظ قرآن اور ایک کامل فقیہہ تھے۔ علاقے کے لوگ ان کی نہایت عزت وتکریم کرتے تھے۔ حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ بھی منصب دار تھے اور پورے علاقے میں اپنی شجاعت کی بدولت معروف حیثیت رکھتے تھے۔

شہاب الدین شاہ جہان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت عزت و تکریم کرتا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے پناہ خدمات کے سلسلہ میں اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ ضلع جھنگ میں ایک سالم گاؤں قہرگان بطور انعام آپ کو دے دیا تھا۔ اس کے سرکار دربار کی جانب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پچاس ہزار بیگھے زمین اور چند آباد کنویں بطور جاگیر عنایت کئے تھے۔

حضرت سلطان باہو رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کا شمار اپنے دور کی نہایت ہی عابدہ' شب بیدار خواتین میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا بے حد پاکباز، عفت مآب، صالحہ، عبادت گزار اور کثیر العلوم خاتون تھیں اور آپ کا شمار اپنے دور کی اولیاء اللہ خواتین میں ہوتا تھا۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا ایک صاحب کشف خاتون تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کا زیادہ تر وقت عبادت وریاضت میں بسر ہوتا۔ گھر کے کام کاج سے فارغ ہوتے ہی مصروف

عبادت ہو جاتیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہا کے انہی اوصاف کی بناء پر حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا جو قبول ہو گیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہا کے بارے میں خود حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف عین الفقراء میں ایک مقام پر تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

رحمت حق بر روان راستی

راستی از راستی آراستی

"راستی کی جان پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو اے راستی تو نے مجھے راستی (سچائی) سے آراستہ کیا۔"

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ میری والدہ ماجدہ پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو جنہوں نے میرا نام باہو رکھا جو کہ ایک نقطے سے یاھو ہو جاتا ہے۔

اولاد کی طلب نے حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ کو وسط عمر میں نکاح پر مجبور کر دیا۔ چونکہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا ایک عابدہ خاتون تھیں اور ان کی پرہیز گاری اور عبادت گزاری نے حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں محبت الٰہی کو جوش زن کر دیا تھا اور ان کے دل میں یہ خیال ستانے لگا کہ افسوس انہوں نے مفت میں اس قدر زندگی گنوائی اور یہ ان کی محرومی ہے کہ بیوی تو خدا دوست ہو اور مرد اس قدر غفلت اور حرص و ہوس کا بندہ ہو۔

اس غیبی تنبیہ نے ان کے دل پر اس قدر اثر ڈالا کہ انہوں نے **مغفو الیٰ اللہ** کے تحت دنیا کو ترک کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر اپنا منصب چھوڑ کر تن تنہا گھوڑی پر سوار ہو کر ایک نامعلوم سمت کی طرف روانہ ہو گئے۔

کافی عرصہ صحرانوردی کرنے اور عبادت کرتے ہوئے بالآخر آپ ملتان کے گھاٹ پر پہنچے تو نگران گھاٹ نے آپ کو حاکم ملتان کے روبرو پیش کر دیا۔ آپ کے چہرہ سے امارات ظاہر ہو رہی تھی۔ ملتان کے حاکم کے استفسار پر بھی آپ نے اپنے حالات چھپاتے ہوئے اپنے آپ کو پردیسی ظاہر کیا۔ حاکم ملتان نے پوچھا کہ کیا ملازمت کرنا پسند

کریں گے تو فرمایا کہ میں چند شرائط پر ملازمت کروں گا وگرنہ نہیں۔اس نے شرائط دریافت کیں تو آپ نے فرمایا:

۱۔ میری رہائش گاہ کسی پاک جگہ پر ہو۔

۲۔ میں کسی کو اپنا حاکم نہ مانوں گا کیونکہ میرا حاکم اللہ تعالیٰ ہے۔

۳۔ میں کسی بڑے افسر کو دیگر ملازمین کی طرح سلام نہیں کروں گا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان شرائط کو تسلیم کر لیا گیا اور پھر آپ کو ملازمت دے دی گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ گوشہ نشین ہو کر یادالٰہی میں مشغول ہو گئے۔

اس گوشہ تنہائی میں آپ نے اس قدر عبادت و ریاضت کی کہ بارگاہ الٰہی میں مقبول قرار پائے۔چونکہ آپ اپنا منصب اور گھر بار سب کچھ بلا کسی کو بتائے چھوڑ آئے تھے اس پر شاہ جہان بادشاہ کو ازحد تشویش تھی اور اس نے آپ کی تلاش میں ہر جگہ پر اپنے ہرکارے دوڑائے لیکن آپ کا کچھ پتا نہ چل سکا۔

دوسری جانب ملتان کے نواح میں شورشیں بپا تھیں اور انہی دنوں ملتان کے حاکم اور مروٹ کے راجہ کے درمیان بیکانیر کے ریگستان کے بارے میں شدید تنازعہ کھڑا ہو گیا تھا اور نوبت جنگ تک آن پہنچی تھی۔ بظاہر دونوں حکومتیں صلح و صفائی کیلئے اپنے قاصدوں اور ایلچیوں کو بھیج رہے تھے مگر وقت ایک خونریز جنگ کی طرف اپنا قدم بڑھا رہا تھا۔

جب حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حجرہ سے باہر تشریف لائے اور جسم پر ہتھیار سجائے اور اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر حاکم ملتان کے دربار میں پہنچے اور اس سے یوں عرض کیا کہ

''میں راجہ مروٹ کا مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔''

حاکم ملتان نے اپنے درباریوں کے ساتھ انتہائی تعجب کے عالم میں کہا:

''کیا تم اکیلے راجہ مروٹ کا مقابلہ کرو گے۔''

حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ انتہائی جوش و خروش کے عالم میں اور نہایت انکساری کے

ساتھ کہا:

''چونکہ آپ کی دی ہوئی تنخواہ بھی میں اکیلا کھاتا ہوں تو اس لئے مقابلہ بھی میں اکیلا ہی کروں گا۔''

حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر حاکم دربار مسکرانے لگے لیکن آپ نے اس بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے صاف اور واضح الفاظ میں کہا:

''میرے ساتھ ایک ایسے خدمت گزار کو روانہ کردیں جو میری راہنمائی راجہ مروٹ کے دربار تک کرسکے اور باقی کام اللہ عزوجل پر چھوڑ دیں وہ جس طرح چاہے گا میرے اور راجہ مروٹ کے درمیان معاملہ طے کروادے گا۔''

چنانچہ حاکم ملتان نے آپ کو ایک معتمد ساتھی کا ساتھ دیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کے ہمراہ مروٹ کی جانب چل پڑے۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مروٹ کے نزدیک پہنچے تو اپنے ساتھی کو روانہ کردیا اور اکیلے شہر کی طرف بڑھے۔ قلعے کے نزدیک پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایلچی سمجھ کر پہرداروں نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی گھوڑی پر سوار ہوکر راجہ مروٹ کے دربار میں پہنچے۔ درباریوں نے ایک اجنبی مسلمان کو بے نیازانہ بڑھتے دیکھا تو کسی کی اسے روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔

مروٹ کا راجہ اس وقت اپنے دربار میں بیٹھا اپنے ساتھیوں سے صلاح و مشورہ میں مصروف تھا بیشتر اس کے کوئی درباری اور خود راجہ آپ کے عزائم سے واقف ہوتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یکا یک تلوار بلند کی اور دوسرے ہی لمحہ راجہ کا سر تن سے جدا ہوکر زمین پر آن گرا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پھرتی سے ایک ہاتھ میں راجہ کا سر تھاما اور دوسرے ہاتھ سے تلوار کے جوہر دکھاتا ہوا راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ اور مزاحمت کو دور کرتے ہوئے بڑی پھرتی سے دربار سے باہر آئے اور اس طرف بڑھے جہاں آپ کا گھوڑا انتظار کر رہا

تھا۔ اگلے ہی لمحہ آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور گھوڑا بڑی تیز رفتاری سے محل کی مخالف سمت میں دوڑنے لگا۔ اس اثناء میں ملتان کی افواج نے مروٹ کی جانب پیش قدمی شروع کردی اور انہوں نے جب ایک تیز رفتار گھڑ سوار کو ہاتھ میں انسانی سر تھامے اپنی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے دیکھا تو حیران ہو کر وہیں رک گئے۔ آپ نے نزدیک آ کر راجہ مروٹ کا سر حاکم ملتان کے قدموں میں ڈال دیا جو کہ اپنے لشکر کی قیادت کر رہا تھا۔

حاکم ملتان سمیت سارا لشکر راجہ کا کٹا ہوا سر دیکھ کر حیران رہ گئے اور حاکم ملتان خود انگشت بداں رہ گیا وہ کبھی راجہ کے سر کو دیکھتا اور کبھی بازید کو۔ ملتانی لشکر جب سکتے کی حالت سے باہر نکلا تو فتح کے پرزور نعروں سے اپنی مسرت کا اظہار کرنے لگا۔

راجہ مروٹ کا سر کاٹنے کی شہرت جب دہلی میں شاہ جہان کے پاس پہنچی تو اس نے اپنے کارندوں کو ملتان کی جانب بھیجا اور ان لوگوں نے آپ کو پہچان لیا کہ یہ تو وہی سلطان بازید محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو کہ اپنا منصب چھوڑ کر روپوش ہو گئے تھے۔ کارندوں نے اس کی اطلاع فوراً شاہجہان کو دی تو شاہجہان نے حاکم ملتان کے نام فوری طور پر ایک حکم نامہ بھیجا۔

اس حکم نامہ میں لکھا تھا کہ

"بازید محمد کو دوبارہ ان کے علاقوں میں بھیج دو تا کہ وہ اپنی ذمہ داریاں سنبھال سکیں۔"

اس حکم نامہ کو پڑھنے کے بعد حاکم ملتان نے آپ کو دربار میں بلوایا اور حکم شاہی سنوایا۔ آپ نے اسی وقت ایک خط شاہجہان کے نام لکھا جس میں تھا:

"میں والی ہندوستان شاہ جہان کی عنایات کا تہہ دل سے مشکور ہوں مگر اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرے یہ کمزور کاندھے اس بار گراں کو نہیں اٹھا سکتے اور عمر گریزاں بھی اب خفا خفا سی معلوم ہوتی ہے اور پتا نہیں نجانے کس وقت یہ میرا ساتھ چھوڑ دے۔ اس لئے مالک حقیقی

کی بارگاہ کی جانب جارہا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عمل دے اور آپ کو اس حسن سلوک کی جزائے خیر دے۔ لہٰذا مجھے دربار شاہی میں حاضر ہونے سے معذور سمجھا جائے۔"

اس درخواست کے موصول ہوتے ہی شاہ جہان نے آپ کو مزید سرکاری خدمت انجام دینے سے موقوف کر دیا اور مزید جاگیر اس سلسلہ میں آپ کو عطا کر دی۔

جس وقت حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کو دوران حمل حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا اثر ظاہر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے دو بھائی ملتان حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کو بلوانے کے لئے بھیجے جنہوں نے جا کر حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ سے آنے کا مدعا بیان کیا لیکن حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ نے آنے سے بدیں وجہ انکار کیا اور کہا کہ

"تم جا کر اپنی بہن سے پوچھو کہ اگر وہ چاہتی ہیں تو میں گھر واپس آجاؤں گا ورنہ نہیں آؤں گا۔"

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے باوصف دیندار اور عابدہ وصالحہ خاتون ہونے کے اپنے شوہر کی خدمت میں حاضر ہونے کو ترجیح دی اور باوجود کہ حاملہ ہونے کے طویل سفر کر کے اپنے شوہر کے پاس پہنچیں اور انہیں اصل صورتحال سے آگاہ کیا جس پر انہوں نے اللہ عزوجل کے حضور سجدہ شکر ادا کیا اور اس سلسلہ میں آپ نے بارگاہ الٰہی میں بے شمار دعائیں مانگیں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک وارث کی اشد ضرورت تھی اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً سجدے میں چلے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ گونجنے لگے:

"اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر وارث دینے والا ہے۔"

اس کے بعد حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ منتقل ہوگئے۔

ولادت باسعادت

شورکوٹ میں قیام کے کچھ عرصہ کے بعد ہی حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں مختلف روایات ہیں مگر صحیح روایت یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مغل فرمانروا شاہ جہان کے عہد حکومت میں ۱۰۳۹ ہجری میں پیدا ہوئے۔

اللہ عزوجل نے حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی زوجہ محترمہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کی تمناؤں کے عین مطابق عارفوں کا سلطان، گمراہوں کو سیدھا راستہ دکھانے والا اور روحانیت کا درخشندہ ستارہ عطا کیا۔ یہ ان نیک اور پرہیزگار والدین کی عبادتوں اور ریاضتوں کا ہی انعام تھا جو اللہ عزوجل نے انہیں عطا کیا۔ اللہ عزوجل نے ان کو ایک ایسے انعام سے نوازا جس کے آگے ہندوستان کی بڑی سے بڑی جاگیر بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ اللہ عزوجل نے ان کو ایسی نعمت عظمیٰ سے نوازا جس سے والدین کی دنیا و آخرت سنور جاتی ہے اور یہ نعمت عظیم آپ کے فرزند حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

چونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدائشی ولی تھے اور اسی بناء پر حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ خوشی سے دیوانے ہو گئے تھے اور بار بار بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہو کر ذات ربانی کا شکر ادا کرتے تھے۔

بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کو بشارت:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کو بذریعہ الہام بشارت ملی کہ

''تمہاری گود میں ایک ولی کامل کا ظہور ہوگا جس کے فیض سے روئے
زمین کے لوگ فیض یاب ہوں گے اور اس کے نام ہر چہار سو ڈنکے
کی چوٹ لیا جائے گا۔''

یہ بشارت اس طرح پوری ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شیر خوارگی سے لے کر بعد از وصال زہتی دنیا میں آپ کی بزرگی کا ڈنکا بج رہا ہے اور لاکھوں تشنگان آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر روحانی وجسمانی تکالیف سے شادابی پا رہے ہیں۔

پیدائشی ولی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کی پہلی پہچان یہ تھی کہ جب شیر خوارگی کے زمانے میں رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے روزے کے اوقات میں دودھ نہیں پیا۔ حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ نے گھبرا کر طبیب کو بلوایا تو طبیب نے بعد از معائنہ اپنے تجربات کی روشنی میں حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ کو بتایا کہ آپ کے فرزند کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ کبھی کبھی یہ ہوتا ہے کہ بغیر کسی وجہ کے بچہ چوبیس گھنٹے دودھ نہیں پیتا۔ اگر اگلے چوبیس گھنٹے بھی یہ حالت رہے تو مجھے بتائیں۔ یہ کہہ کر طبیب چلا گیا۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے دن بھر دودھ نہ پیا اور جب افطار کا وقت ہوا تو بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے جب دودھ پلایا تو بڑے شوق سے پی لیا۔

دوسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا۔ حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ طبیب کو بلوانے کے لئے جانے لگے تو بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے ان کو روکتے ہوئے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا کسی مرض میں مبتلا نہیں بلکہ اس کا روزہ ہے اور کوئی روزہ دار دن کے وقت کیسے کھا پی سکتا ہے۔

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ کو تسلی دی کہ دیکھنا یہ افطار کے وقت دودھ پئے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ حضرت سلطان بازید رحمۃ اللہ علیہ کو یقین ہو گیا کہ ان کا بیٹا پیدائشی ولی ہے۔ آہستہ آہستہ یہ بات دور دراز تک مشہور ہو گئی اور لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آنے لگے۔

///٥٥٥

ابتدائے حال

ضیائے شریعت چراغِ طریقت
تری ذات ہے بالیقیں شاہِ باہو

جب ہم مختلف اولیائے کرام کے حالات زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ان کے بچپن کے بیشتر حالات وواقعات میں ایک طرح کی ہم آہنگی نظر آتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو وہ مادر زاد ولی ہوتے ہیں اس لئے ان کے عادات واطوار پاکیزہ ہوتے ہیں اور وہ جوان ہونے تک ایک کامل کا روپ دھار لیتے ہیں۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن بھی کچھ اس قسم کا ہی تھا۔

جب حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس قابل ہو گئے کہ اب خود اپنے پاؤں سے چل کر گھر سے باہر جانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں میں موجود ستاروں جیسی چمک نے اور چاند جیسی روشن پیشانی نے شورکوٹ میں ایک ہنگامہ بپا کر دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت تھی کہ گھر سے نکلتے ہی سر جھکا کر چلنے لگتے لیکن اگر راستہ میں چلتے ہوئے آپ نے نظر اٹھا کر کسی مسلمان کی طرف دیکھ لیا تو اس کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا اور وہ بے ساختہ پکار اٹھتا تھا:

''یہ کوئی عام بچہ نہیں ہے بلکہ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک ہے اور ایسا نور ہے جو کہ براہ راست ہمارے دلوں کو متاثر کرتا ہے۔''

اگر آپ کی نظر کبھی کسی ہندو یا غیر مسلم پر پڑ جاتی تھی تو وہ فوراً اپنا مذہب چھوڑ کر کلمہ طیبہ پڑھتا اور مسلمان ہو جاتا۔ جب ایسے واقعات پے در پے رونما ہوئے تو اس سے مقامی

آبادی میں کھلبلی مچ گئی تو ہندوؤں کی ایک جماعت اکٹھی ہو کر حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ کے بیٹے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی شکایت کی:

''آپ کے بچے نے ہم پر ظلم و ستم کر رکھا ہے جس کسی پر بھی اس کی نظر پڑتی ہے وہ اپنے مذہب سے بیزار ہو کر مسلمان ہو جاتا ہے جس سے شورکوٹ کے ہندوؤں کا مذہب خطرے میں پڑ گیا ہے۔''

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ اس عجیب و غریب شکایت پر حیران ہوئے۔ پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد ہندوؤں کی جماعت سے یوں مخاطب ہوئے:

''آپ ہی بتائیں کہ میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں کمزوری تو ان لوگوں کی ہے جو اس کو دیکھتے ہی اپنا مذہب تبدیل کر لیتے ہیں اس میں میرے بیٹے کا کیا قصور ہے میں اسے نظر اٹھا کر دیکھنے سے کس طرح منع کر سکتا ہوں۔''

وہ بولے:

''قصور ان کی دایا کا ہے جو انہیں بے وقت باہر لے کر آ جاتی ہے۔''

حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ۔

''آپ لوگ بھی ایک عجیب مطالبہ کر رہے ہیں دایا کے بازار جانے پر کس طرح پابندی لگائی جا سکتی ہے۔''

ہندو پھر گویا ہوئے:

''آپ اپنے بچے کی سیر کیلئے کوئی ایک وقت مقرر کریں۔''

ان کی اس بات کو حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مان لیا اور بچے کی دایا کو سختی سے حکم دے دیا کہ وہ ایک وقت مقرر کر کے اس میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو بازار لے کر جایا کرے۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں سے چھوٹی چھوٹی گھنٹیاں باندھ

دی گئیں تا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس وقت گھر سے نکلیں تو لوگ گھنٹیوں کی آواز سے پہچان سکیں کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں اور لوگ ادھر ادھر ہو سکیں۔

ہندوؤں کی جماعت مطمئن ہو کر واپس چلی گئی اور جاتے ہی کئی لوگوں کو خاص طور پر اس بات کیلئے مقرر کیا کہ جب سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی دایا کے ہمراہ بازار کی جانب آئیں تو وہ با آواز بلند اس بات کا اعلان کریں۔ چنانچہ جیسے ہی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ گھر سے نکلتے ہندوؤں کے نقیب شور مچانا شروع کر دیتے:

''ہوشیار! بچہ بازار کی جانب آ رہا ہے۔''

جیسے ہی نقیبوں کا یہ شور بلند ہوتا تمام ہندو اپنی دو کانوں میں گھس جاتے تھے اور دو کانوں کے دروازوں کو بند کر لیتے تا کہ وہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی نورانی آنکھوں کی چمک اور روشنی سے بچ سکیں۔ راہ چلتے ہندو ہوشیار ہو کر ادھر ادھر بھاگ جاتے۔ ہندو پنڈتوں نے سب کو ہدایت کر دی کہ یہ بچہ جہاں کہیں بھی نظر آئے اس کی طرف دیکھنے سے گریز کریں اور اس سے پیٹھ موڑ کر کھڑے ہو جائیں لیکن اتنی بندشوں کے باوصف بھی اگر کوئی ہندو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں کی زد میں آ جاتا وہ اس کی تاب نہ لاتے ہوئے مسلمان ہو جاتا تھا۔ اس طرح شور کوٹ اور اس کے گرد نواح کے سینکڑوں ہندو مسلمان ہو گئے اور اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک کا عملی مظاہرہ بھی کیا:

''مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو پیدائشی لحاظ سے یہ نور فراست وافر مقدار میں حق سبحانہ تعالیٰ سے ملا تھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ بچپن میں بیمار ہوئے تو ایک ہندو طبیب کو بلایا گیا کہ وہ آپ کا معائنہ کرے۔ اس طبیب نے لوگوں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا سن رکھا تھا اس لئے ڈرتا تھا کہ اگر کہیں میں نے دیکھ لیا تو مجھے اپنا مذہب نہ چھوڑنا پڑے۔ اس نے حضرت بازید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے اس بچے کا پیشاب ایک بوتل

میں لا کر دو میں مرض کی تشخیص کر دوں گا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پیشاب بوتل میں لا کر اس حکیم کو دیا گیا تو وہ اس کا معائنہ کرتے ہوئے ہی کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے مسلمان ہو گیا۔

الٰہی ان کی چوکھٹ تک تو جانے کی ملے مہلت
ابھی ہیں راہ میں راہی قضا کا بھی پیام آیا
نگاہِ لطف و رحمت ہو تو بگڑی بات بن جائے
شکستہ دل درِ دولت پہ لے کے بخت خام آیا

صدمہ عظیم:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ابھی بچے ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت بازید محمد رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ میں وفات پا گئے اور وہیں حضرت شیخ طلحہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے قریب شورکوٹ میں مدفون ہوئے۔

تعلیم وتربیت

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی تصنیفات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہراً کسی بھی استاد سے علوم ظاہری کی تعلیم حاصل نہیں کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مادر زاد ولی تھے جس کی برکت سے آپ رحمۃ اللہ علیہ حافظ قرآن' حافظ الحدیث' فقہ وتصوف' فلسفہ و منطق اور قانون پر حاوی تھے۔ ان جملہ علوم پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دسترس کا ثبوت خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی طور پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا۔ اس بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں جابجا طور پر اظہار کیا ہے کہ میں نے علم لدنی کی تعلیم محض اللہ عزوجل اور حضور نبی کریم رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی ہے۔ اس بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

> ''یہ فقیر حق سے ہوکر آیا ہے اور وہاں سے حقیقت لایا ہے اس لئے میری سب باتیں حق ہیں اور غیر ماسوائی باطل سے بالکل مبرا مطلق ہیں۔''

صوفیانہ موضوعات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قلبی واردات کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

> ''مجھے ظاہری علم حاصل نہیں تھا لیکن واردات غیبی کے باعث مجھے علم باطن کی فتوحات بے شمار حاصل تھیں کہ انہیں بیان کرنے کیلئے کئی دفتر درکار ہیں۔''

اس ضمن میں آپ کا ذیل کا شعر اس بات کی بخوبی ترجمانی کرتا ہے:

اگرچہ نیست مارا علم ظاہر
ز علم باطنی جان گشتہ ظاہر

''اس کا مطلب ہے کہ اگرچہ میں ظاہری علوم سے محروم ہوں لیکن علم باطن نے میری زندگی پاک کر دی ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی سے گوشہ نشینی کو پسند کرتے تھے اور کھیل کود سے دور بھاگتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عموماً تنہائی پسند تھے۔

بیعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

عین الفقر میں ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شورکوٹ کے گردونواح میں ایک ٹیلے پر کھڑے تھے ایک اچانک ایک نورانی صورت گھڑسوار تشریف لائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں اور مجھے کہاں لے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہوں اور تمہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں لے جا رہا ہوں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی وقت اپنے آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود پایا جس میں خلفائے راشدین اور اہل بیت رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

اس نورانی محفل میں سب سے پہلے مجھے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فیض یاب کیا اور تشریف لے گئے اس کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق اور پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے فیض یاب کیا اور تشریف لے گئے۔

اس کے بعد اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم نے فیض یاب کیا اور تشریف لے گئے۔ اس کے بعد فقط حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رہ گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے ہاتھ پکڑو۔ پھر مجھے بیعت فرمایا اور تلقین کی خلق خدا سے محبت

کرنا کیونکہ یہ حکم سروری ہے۔اس بیعت کا احوال آپ رحمۃ اللہ علیہ مندرجہ ذیل اشعار میں یوں فرماتے ہیں:

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
فرزند خود خواندہ است مارا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑا تو میرے لئے درجات و مقامات کا کوئی حجاب باقی نہ رہا اور ہر شے مجھے یکساں نظر آئی۔ میرے سامنے سے حجاب کے تمام پردے اٹھ گئے اور میں نے لوح محفوظ پر نظر ڈالی۔

آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جو کچھ دیکھا ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور جو کچھ سنا ظاہری کانوں سے سنا۔ایک جگہ اور اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں کہ

"اللہ رب العزت نے مجھے ظاہری علوم بوسیلہ حضور نبی کریم سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم القاء فرمائے ہیں۔"

والدہ کی تربیت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ روحانیت میں بلند درجہ پر فائز تھیں۔انہوں نے بچے کا نام جو باہو رکھا تو وہ اس بناء پر کہ "ہو" ذات الٰہی کی معرفت تک ان کی رسائی ہو چکی تھی۔معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس سے پہلے ہی بذریعہ مکاشفہ یا الہام انہیں اس بچے کی مرتبہ بلند کی اطلاع مل چکی تھی۔انہوں نے اس انداز میں اپنے بیٹے کی تربیت شروع کی جو کہ عرفان الٰہی کیلئے نہایت موزوں تھی۔یہ وہی فیض تربیت تھا جو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت محسوس کیا جب کہ وہ دیس پردیس میں علم و معرفت کی روشنی لٹاتے پھر رہے تھے۔

اپنی والدہ ماجدہ کا ذکر ہو اور اس کی لطافتوں کا حصول ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہا کیونکہ ان کی والدہ کا دل معبود حقیقی کی محبت سے لبریز تھا اور جان ذکر الٰہی کی گرمی سے گداز تھی اور بعد میں خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس بات کا ادراک ہوا کیونکہ یہ تمام کیفیات خود آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بھی گزریں بقول حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کہ

''میری والدہ کو ایسا ذکر خفی حاصل تھا کہ آنکھوں سے خون نکلتا تھا اور
یہ حال مجھ پر بھی وارد ہوا اس کو حضور حق کہتے ہیں۔''

مادر مہربان کی تعلیم و تربیت کے علاوہ خاندان سے باہر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری علوم کے سلسلہ میں کہاں کہاں سے اکتساب فیض حاصل کیا اس بارے میں کتب سیر میں کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ کتب سیر سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ علم معرفت کی طلب میں آپ جا بجا پھرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی کتاب محک الفقراء میں فرماتے ہیں کہ

''اس فقیر کو ظاہری علم کچھ زیادہ نہ تھا۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں علماء کی کتب کے حوالے گو کم ہیں لیکن جس قدر بھی ہیں ان سے واضح پتا چلتا ہے کہ یہ کتابیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے گزری تھیں یا علماء کی صحبت میں یہ باتیں آپ کے گوش گزار ہوئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حافظہ میں انہیں محفوظ کر لیا اور اس کے علاوہ اکثر جگہوں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی تائید میں حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار بیان کیے ہیں۔

ان تمام حوالوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کہیں بھی شریک درس ضرور رہے ہیں۔ بہرحال آپ رحمۃ اللہ علیہ جہاں کہیں بھی گئے علماء و فقراء کی صحبت میں وقت ضرور گزارا اور جو کچھ سنا یا پڑھا اسے اپنے ذہن میں جمع کرتے چلے گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس شعر کے مصداق بن گئے:

دل عارفاں ہمچو دریا بود
کہ صد جوئے در دے فرد می ردد

''اس کا مطلب ہے کہ دل عارفاں ہماری طرح دریا کی مانند ہوتا ہے کہ اس میں سینکڑوں مرتبہ ڈبکی لگائی جائے تب میرے جیسا ایک فرد نمودار ہوتا ہے۔''

اسی طرح جب رشد و ہدایت کی باری آئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیفات سے

کام لینا شروع کیا اور اس میں سب سے الگ تھلگ کھڑے نظر آئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ کہا یا لکھا اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی مقام اور صفائے باطن کا بھرپور عمل دخل ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ

"میں نے کسی کتاب سے کوئی حرف یا نکتہ نقل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے یہ باتیں لایا ہوں اور اپنے آپ کو اللہ عزوجل کے سپرد کر دیا ہے۔"

اگرچہ نیست مارا علم ظاہر
ز علم باطنی جہاں گشتہ طاہر

جستجو مرشد کامل

آپ رحمۃ اللہ علیہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دست مبارک حضور غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک میں دے دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''حضور غوث الاعظم پیران پیر دستگیر سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے سرفراز کرنے کے بعد مخلوق خدا کے ارشاد و تلقین کا حکم دیا۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''مرشد کامل ایسا ہی ہونا چاہئے کہ طالب کو ایک ہی نگاہ کاملہ سے مراتب کی انتہا کو پہنچا دے اور تمام حجابات کو دور کر کے اسے مشاہدات میں غرق کر دے۔''

اس روز کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ذات الٰہی انوار پر انوار کے اندر اس طرح مستغرق ہو گئے کہ اپنا ہوش بھی نہ رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت ذات مطلق کے جلال و جمال کے دیدار میں مست رہتے تھے اور تجلیات کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے۔

چونکہ حضور سرور کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پیران پیر دستگیر کے سپرد کیا تھا اس لئے آپ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی وابستگی اور ان سے اخذ فیض کے بارے میں اس طرح اپنی تصنیف ''رطب اللسان'' میں فرماتے ہیں کہ

''فی الحقیقت دنیا کے تمام پیر اور مرشد حضرت پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے طالب اور حضرت پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ دنیا کے تمام اولیاء اور مشائخ میں سب سے افضل، اعلیٰ اور بے مثل فرد فرید ہیں۔ ان کے سلسلہ قادریہ میں وہ برکت ہے جو شخص ایک مرتبہ صدق دل و اخلاص سے بزبان پاک کہہ دے کہ

''یا شیخ حضرت سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ۔''

اس پر ابتداء سے انتہاء تک معرفت فقر اور ولایت کے تمام مقامات واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔''

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کئی بزرگوں کے پاس گئے اور ان کی صحبت میں رہے اور وہاں سے روحانی استعفادہ بھی ضرور کیا مگر حقیقی باطنی فیض جس سے آپ کا وجود مبارک خود فیض رسان خلق بن گیا وہ آپ کو حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضور نبی کریم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست نصیب ہوا۔ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے الفاظ کے مطابق!

جس شخص کا باطن اللہ عزوجل کا منظور نظر ہو اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم و تلقین اور وسعت بیعت حاصل ہو اور جس نے ظاہر و باطن میں ہدایت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رفیق بنایا ہوا اس کو ظاہری مرشد کی کیا ضرورت ہے۔ میرا یہ کہنا کسی کی حالت کے واسطے نہیں ہے بلکہ خود میری یہ حالت ہے یا اس کی حالت کے واسطے جس پر یہ باتیں میں منکشف کروں یا دکھا دوں۔''

والدہ ماجدہ سے بیعت کی درخواست:

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ جب اس مقام پر پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اوپر ایک

ایسی منزل بھی آئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

''فرزند! میرے دامن میں جتنی دعائیں تھیں وہ سب تمہاری بھلائی مانگنے میں صرف ہوگئیں۔ میں تمہیں اپنا مرید نہیں بنا سکتی۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ والدہ ماجدہ کی محبت میں گویا ہوئے:

''آخر اس میں حرج کیا ہے۔ آپ جیسی شفیق و مہربان ماں سے بہتر مرشد میرے لئے کون ہوسکتا ہے۔''

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

''یہ تمہاری شدید محبت اور سعادت مندی ہے مگر ہمارے مذہب میں کچھ بنیادی اصول ہیں جنہیں کوئی صحیح العقیدہ مسلمان تبدیل نہیں کر سکتا۔ تمہاری نظروں میں میرا مقام کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو مگر ایک عورت کبھی بھی روحانی پیشوا کے منصب پر فائز نہیں ہو سکتی۔ تمہیں اپنی روحانی منازل کی تکمیل کے لئے کسی مرشد کامل کے در پر حاضری دینا ہوگی۔ وہ مرشد کامل ہی تمہیں معرفت کے اسرار و رموز سے آگاہ کرے گا۔ میرے پاس جتنا بھی سرمایا تھا وہ میں تم پر لٹا چکی ہوں۔''

والدہ ماجدہ کا جواب سن کر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

''میں پھر مرشد کامل کو کہاں ڈھونڈوں۔''

والدہ ماجدہ نے یہ سن کر فرمایا:

''روئے زمین پر ان کو تلاش کرو اور پھر اشارہ مشرق کی جانب کیا۔''

مادر گرامی کا جواب سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ تلاش مرسد کامل کے لئے گھر سے مشرق کی جانب نکل پڑے۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ان صوفیاء کرام کی طرح نہیں تھی جو کہ تجرد زندگی بسر کرتے ہیں یا پھر ویران

جنگلوں میں چلہ کش ہوتے ہیں۔ مرشد کی جستجو سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ تین شادیاں کر چکے تھے اور ظاہری طور پر یہ سنت کی تکمیل تھی۔ والد محترم کی طرف سے جو زمین ملی تھی اس سے آپ کا خاندان آسودہ زندگی گزار رہا تھا مگر پھر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح میں ایک عجیب سی تشنگی باقی تھی جس کو دور کرنے کے لئے آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کسی مردان حق کی تلاش میں تھے اور اس کی صحبتوں میں اپنے اس اضطراب کو مٹانا چاہتے تھے۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضری:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ گھر سے نکلنے کے بعد مختلف مزارات پر حاضری دیتے ہوئے حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور بہت دیر تک مراقبے کی حالت میں بیٹھے رہے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ پر نیند کا غلبہ طاری ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب کی حالت میں دیکھا کہ حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے اور کہا:

''مجھے حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ سے حکم ہوا کہ تمہاری دلداری کروں۔''

پھر آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''فرزند! مجھے بتاؤ کہ تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''مخدوم! مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں ہے۔''

حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''جب آئے ہو تو خالی ہاتھ کیسے جاؤ گے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت ادب کے ساتھ فرمایا:

''حضور! مجھے کسی شے کی ضرورت نہیں ہے بس آپ کے چہرہ مبارک کی زیارت مقصود تھی سو وہ مقصد حاصل ہو گیا۔''

حضرت مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''فرزند! تم اپنی حاجت بیان کرو۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

''مخدوم! اگر ایسا ہی ہے تو پھر اپنے شہر سے ایک پاکیزہ آدمی کا بازو عطا فرما دیں۔''

حضرت مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''انشاء اللہ تعالیٰ! تمہاری یہ خواہش بہت جلد پوری ہو جائے گی۔''

آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی جب آنکھ کھلی تو کچھ دیر اضطراب کی کیفیت میں رہے۔ اس کے بعد حضرت غوث بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ایصال ثواب کیا اور مزار مبارک سے رخصت ہوئے۔ مزار مبارک سے رخصت ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شمال کی جانب سفر کیا۔

جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا تو دریا کے کنارے وضو کیا اور نماز کی نیت باندھنا ہی چاہتے تھے کہ پشت کی جانب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پلٹ کر دیکھا تو ایک خوبصورت ہندو دوشیزہ کھڑی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً نظریں جھکا لیں اور اس نامحرم خاتون سے پوچھا:

''تم کون ہو اور یہاں کیوں آئی ہو۔''

اس عورت نے جواب میں کہا:

''آپ کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے میرے پاؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا:

''خاتون! آخر تمہیں میرا تعاقب کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔''

اس ہندو دوشیزہ نے جواب دیا:

''میں ملتان کے ایک ساہوکار کی بیٹی ہوں اور بہت دنوں سے میرے دل میں ایک عجیب سی بے چینی موجود تھی جو مجھے اپنے ہم مذہبوں سے دور کر رہی تھی۔ مجھے ان کی پوجا کا یہ انداز پسند نہ تھا کہ انسان ہوتے ہوئے ایک پتھر کے مجسموں کے آگے سر جھکاؤں اور پھر یہی خلش مجھے غوث الملک حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر لے گئی اور یہاں میں نے لوگوں کی زبانی سنا کہ غوث الملک کے دربار سے بے شمار لوگ فیض یاب ہو چکے ہیں اور میں بھی اپنے دل میں یہ خواہش لے کر آئی کہ شاید میرا بھی مقدر جاگ جائے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے:

''اے خاتون! کہیں ظہر کا وقت ختم نہ ہو جائے اس لئے تم تھوڑا سا انتظار کرو میں نماز ظہر ادا کرلوں پھر اس کے بعد تمہاری ذہنی خلش و اضطراب کا حال سنوں گا۔''

اس کے بعد حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نماز ظہر کیلئے کھڑے ہو گئے۔ ہندو دوشیزہ انتہائی قریب سے ایک مرد مومن کی عبادت کے انداز کو دیکھ رہی تھی اور اسے نماز کی حالت رکوع و سجود بہت ہی عجیب معلوم ہوئے۔ جب حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خاتون سے پوچھا:

''تمہاری ذہنی خلش و تڑپ اپنی جگہ پر مگر تم مجھ سے کیا چاہتی ہو۔''

اس ہندو دوشیزہ نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا:

''میں نے آپ کو غوث الملک حضرت مخدوم بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور پھر جب آپ باہر تشریف لائے تو میں آپ کو چہرہ مبارک دیکھتے ہی مسلمان ہو گئی۔

مجھے غوث الملک حضرت مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے حکم ملا تھا کہ میں آپ کی لونڈی بن جاؤں اور یہی وجہ ہے کہ میں ایک داسی کی طرح اپنے مالک کے پیچھے پیچھے چل پڑی ہوں اور اب ایک داسی اپنے مالک کے سوا کیا چاہے گی کہ وہ اسے اپنے قدموں میں پڑا رہنے دے۔''

ہندو دوشیزہ کا بیان سن کر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو شدید حیرت ہوئی اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر مراقبہ فرمایا اور مراقبے کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے الفاظ یاد آگئے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مخدوم بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہے تھے کہ

''مخدوم! اگر ایسا ہی ہے تو اپنے شہر سے ایک پاکیزہ آدمی کا بازو عطا فرمادیں۔''

یہ خیال آتے ہی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اس ہندو دوشیزہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ

''جب غوث الملک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حکم ہے تو یہ خادم کیسے ٹال سکتا ہے اور تم اب مطمئن رہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں منزل مقصود تک پہنچادیا ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد اس عورت کو کلمہ طیبہ پڑھا کر باقاعدہ طور پر دائرہ اسلام میں داخل فرمایا اور پھر حکم الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے باطنی جذبے سے اردگرد کے مسلمانوں کو اکٹھا کر کے آگاہ کیا اور ان کی موجودگی میں اس لڑکی سے نکاح کر لیا۔ نکاح کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ واپس شورکوٹ روانہ ہوئے۔

والدہ کی سرزنش:

آپ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ اپنی والدہ ماجدہ کے فرمان کے مطابق مرشد کامل کی تلاش میں نکلے تھے لیکن آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نکاح کر کے واپس اپنے شہر روانہ ہو رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ چونکہ صاحب کشف خاتون تھیں اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی

غیر موجودگی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تینوں بیویوں سے فرمایا کرتی تھیں کہ یہ ایک اور سوکن لے کر آئے گا لیکن تم کوئی خیال نہ کرنا کیونکہ تمہارا خاوند ایک ولی اللہ ہے اور جو کچھ کرتا ہے اللہ عزوجل کی خوشنودی کے لئے کرتا ہے اور اسی کے ذریعے تمہاری نجات ہوگی۔

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی تینوں بیویاں بھی نیک اور صالحہ تھیں اس لئے انہوں نے حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کا ارشاد سن کر سر تسلیم خم کیا اور رب تعالیٰ کی رضا سمجھ کر کسی بھی قسم کا کوئی اظہار نہیں کیا۔

جس دن حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اپنی چوتھی شریک حیات کو لے کر والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے خفگی کا اظہار کیا اور فرمایا:

”باھو! کیا تجھے اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ تو بہت سی عورتیں جمع کرے یا تیری پیدائش کا مقصد کچھ اور ہے؟“

والدہ ماجدہ کی تلخ گفتگو سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ گھبرا گئے اور بولے:

”آپ ہی بتایئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس کام کے لئے پیدا کیا ہے؟“

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

”اپنی معرفت کے لئے۔“

حضرت سلطان باھو نے عرض کیا کہ

”اُمِ محترم! معرفت الٰہی مجھے حاصل ہے۔“

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ

”جب تک تم اپنا ہاتھ کسی مرشد کے ہاتھ میں نہ دو گے تمہیں معرفت الٰہی حاصل نہ ہوگی۔“

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ

”اب آپ ہی بتائیں کہ میں مرشد کو کہاں تلاش کروں۔“

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ

"روئے زمین پر ڈھونڈو۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے مادر محترم کے یہ الفاظ سن کر فرمایا کہ

"اُم محترم! اللہ تعالیٰ کی زمین تو بے حد وسیع ہے۔"

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

"بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی زمین کو بے حد وسعت عطا کی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ اپنے بندوؤں کے حوصلے بھی بلند کئے ہیں اور انہیں نہ صرف ذوق جستجو عطا کیا ہے بلکہ زمین کو ان کیلئے مسخر بنایا ہے۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ

"مگر اس کی کچھ نشاندہی بھی تو ہو۔"

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ دیر مراقبہ کیا اور پھر قدرے دیر کے بعد اپنے فرزند سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

"مجھے اس طرف سے تمہارے مرشد کی خوشبو آرہی ہے۔"

اس کے بعد جانب مشرق اشارہ کیا۔ بالآخر یہ ارشاد سن کر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ کی دعاؤں کے زیر اثر مشرق کی جانب روانہ ہو گئے۔

حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ سے اپنی والدہ ماجدہ کی بات دل میں بسائے جانب مشرق مرشد کامل کے لئے نکل کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنی نئی بیوی کو بھی اپنی والدہ ماجدہ کے پاس چھوڑا اور دریائے راوی کے کنارے پر پہنچے۔ وہاں پر مقامی لوگوں سے حضرت شاہ حبیب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں سنا تو ان سے ملنے کی آرزو پیدا ہوئی۔ حضرت شاہ حبیب قادری رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے اور ان کی بہت سی کرامات مشہور تھیں۔

حضرت شاہ حبیب قادری رحمۃ اللہ علیہ دریائے راوی کے کنارے ایک گاؤں بغداد

میں سکونت پذیر تھے۔اس گاؤں کے آثار اب دکھائی نہیں دیتے۔متلاشیان حق دور دور سے ان کو ڈھونڈنے آتے اور اپنی پیاس بجھا کر جاتے۔ان کی روحانی مجلس میں ہر وقت سینکڑوں طالبان حق موجود ہوتے اور کسب فیض حاصل کرتے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بغداد گاؤں کا راستہ پوچھا اور حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دی۔ اس وقت بھی ان کی مجلس میں سینکڑوں متلاشیان حق موجود تھے۔حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بھی ادب اور خاموشی سے ایک جگہ تشریف فرما ہو گئے۔حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا درس کافی دیر تک جاری رہا۔حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک دیگ تھی جس کے نیچے ہر وقت آگ جلتی رہتی تھی اور چوبیس گھنٹے اس میں پانی گرم ہوتا رہتا تھا اور جو بھی طالبان حق ان کے پاس آتا تو وہ اسے دیگ کے پانی میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے اور پھر جیسے ہی وہ شخص اس دیگ میں ہاتھ ڈالتا وہ صاحب کشف وکرامت ہو جاتا۔

اس روز بھی کئی طالبان حق نے حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضری دی اور انہوں نے ان کو دیگ کے پانی میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیا۔طالبان حق آگے بڑھے اور بغیر کسی جھجک کے ہاتھ ڈالتے جاتے اور ان کو کسی بھی قسم کا کوئی نقصان نہ پہنچتا۔حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی یہی کرامت ہر سمت مشہور تھی۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ یہ سب کچھ خاموش بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ جب حضرت شاہ حبیب قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نظر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو انہوں نے دیکھ کر فرمایا:

"صاحبزادے!تم یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہو؟"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ

"حضور! تلاش حق کے لئے گھر سے نکلا ہوں اور حضرت کے روحانی کمالات کی شہرت سن کر یہاں حاضر ہوا ہوں۔"

حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"تم نے دوسرے لوگوں کی طرح دیگ میں ہاتھ کیوں نہیں ڈالا۔ اگر ایسے کرتے تو بامراد ہو جاتے۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی:

"حضور! میں دیگ میں ہاتھ ڈالنے والوں کا انجام دیکھ رہا ہوں اس سے میری مراد پوری نہیں ہوتی۔"

حضرت شاہ حبیب قادری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا:

"پھر تم کیا چاہتے ہو؟"

حضرت سلطان باہو نے عرض کیا:

"میں تو کسی اور منزل ہی کی تلاش میں ہوں۔"

حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"تو پھر اے درویش! چند روز خانقاہ میں ہی ٹھہرو اور مجاہدہ کرو۔ اس دوران مسجد کا پانی تم بھرو گے۔"

مرشد کا حکم:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے وہ رات حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بسر کی اور پھر دوسرے دن خانقاہ کے منتظمین سے پانی بھرنے کے لئے مشک طلب کی۔ اس دن حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مشک لے کر دریا پر پہنچے اور مشک میں پانی لا کر مسجد کا حمام بھر دیا اور جو باقی بچا اس سے مسجد کا سارا صحن دھو دیا۔ خانقاہ کے درویش یہ سب کچھ حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ وہ سب پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا:

"شیخ! اس نوجوان نے ایک ہی مشک سے پورا حمام بھر دیا ہے۔"

حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اس

کرامت کے بارے میں سنا تو کچھ دیر خاموشی اختیار کی اور پھر خدام سے فرمایا:

''اس نوجوان کو میرے پاس بھیج دو۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مرشد کا حکم سنتے ہی حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا:

''اے درویش! کیا تمہارے پاس دنیاوی مال ومتاع ہے؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

''سیدی! مجھے اپنے والد ماجد کی طرف سے ورثے میں جاگیر ملی ہوئی ہے۔''

حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''دنیاوی مال ومتاع کے ہوتے ہوئے تمہیں کبھی یکسوئی حاصل نہیں ہوسکتی۔ پہلے تم دنیاوی مال ومتاع سے فارغ ہو کر آؤ پھر یکسوئی اختیار کرو۔''

حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر عمل درآمد کرنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے آبائی وطن شورکوٹ واپس روانہ ہو گئے۔

شورکوٹ واپسی:

ابھی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ شورکوٹ کے لئے روانہ ہوئے ہی تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کو بذریعہ کشف آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آنے کا مدعا معلوم ہو گیا۔ انہوں نے اپنی چاروں بہوؤں کو طلب کیا اور کہا کہ

''اپنا زیور اور نقدی محفوظ کر لو۔''

بہوؤں نے گھبرا کر ساس محترمہ کی طرف دیکھا اور پوچھا:

''کس خطرے کی پیش نظر آپ ایسا فرما رہی ہیں؟''

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

میرا بیٹا اور تمہارا شوہر سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ آ رہا ہے۔''

بیویوں کے چہروں پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے تو حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

''یہ تمہارے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں ہے وہ ہی تو زیور اور نقدی کو لٹانے کے لئے آرہا ہے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی بیویاں نیک ضرور تھیں مگر تارک الدنیا نہ تھیں اس لئے ان کے چہروں سے پریشانی کے آثار جھلکنے لگے۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

''اگر تم میری نصیحت پر عمل کرو گی تو یہی مال و متاع تمہارے کام آئے گا۔''

چاروں بہوئیں گویا ہوئیں:

''مگر ہم اپنا زیور اور نقدی کس طرح بچائیں۔''

ان کی سمجھ میں تو کوئی ترکیب نہ آرہی تھی۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے بہوؤں کو مشورہ دیا:

''تم سب لوگ اپنی نقدی اور زیور کسی ایسی جگہ دبا دو جہاں باہو کی نظر نہ جاسکے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی بیویوں نے ایسا ہی کیا۔ جب حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ گھر پہنچے تو سیدھے والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس پر حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے ان سے استفسار کیا:

''باہو! تم اتنی جلدی کیسے لوٹ آئے اور کیا تمہیں کوئی مرشد ملا ہے کہ نہیں۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''مرشد تو مل گیا ہے مگر انہوں نے بیعت کرنے سے پہلے ایک کڑی شرط رکھی ہے۔''

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا:

"کیسی کڑی شرط؟"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"مرشد نے حکم دیا ہے کہ سب سے پہلے اپنے دنیاوی مال و متاع سے چھٹکارا حاصل کرو اور پھر آؤ۔"

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"تو بیٹے! حکم شیخ پر عمل کرو۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سب سے پہلے اپنے نومولود فرزند اکبر نور محمد کی جانب پڑی جو کہ گھوارے میں سوئے ہوئے تھے اور ان کی انگلی میں نظر بد سے بچانے کیلئے ایک سونے کی انگوٹھی پڑی ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فی الفور اس کی انگوٹھی کو اتارا اور اسے مکان کے پچھواڑے گلی میں پھینک دیا۔ اس کے بعد اپنی بیویوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ

"گھر میں جو کچھ مال و متاع ہے وہ بھی لے آؤ تا کہ میں ان سے نجات حاصل کر سکوں۔"

بیویاں انتہائی پریشانی کی حالت میں خاموش کھڑی تھیں اور کوئی جواب نہ دے پا رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اس گھر میں مال و متاع کہاں؟"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ

"اے اُم محترم! آپ کا فرمان ہے کہ مال و متاع کہاں؟ مگر مجھے اس گھر سے متاع کی بو آتی ہے۔"

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا:

"اگر تمہیں اس گھر سے متاع کی بو آتی ہے تو پھر خود ہی اسے تلاش کر لو۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ گھر کے ایک سنسان کونے میں گئے اور وہاں سے زمین میں دبا ہوا سارا زیور نکال کر مکان سے باہر پھینک دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے چل پڑے۔

مرشد کی خدمت میں حاضری:

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ حکم شیخ پر تمام مال و متاع لٹا کر حاضر ہوئے تو حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

''تم دنیاوی مال و متاع سے فارغ ہو کر تو آگئے ہو مگر اپنی بیویوں کا کیا کرو گے۔ تم اللہ کے حقوق ادا کرو گے یا اپنی بیویوں کے؟''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ

''سیّدی! آپ مجھے جو حکم فرمائیں گے میں انشاء اللہ العزیز اس کو بجالاؤں گا۔''

حضرت شاہ حبیب قادری رحمۃ اللہ علیہ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لے رہے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی ابھی تک اس امتحان میں پورا اتر رہے تھے اس لئے حضرت شاہ حبیب قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بیویوں کے متعلق یہ فرمایا تھا کہ وہ تمہارے پاؤں کی زنجیریں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ پھر دیدارِ ذات میں مست ہو کر شورکوٹ واپس روانہ ہوئے تا کہ اپنی بیویوں کو آزاد کر سکیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی اللہ تعالیٰ کی طلب میں اس قدر مست تھے کہ کسی اور چیز کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ اس موقع پر کیا خوب شعر ہے:

کیست صائب زہرہ کس راسینہ بر سندان زدن
از دوصد عاشق یکے بیباک مے آید بردن

''یعنی اے صائب! یہ کس کی جرأت و ہمت ہے اور کس میں اس قدر حوصلہ ہے کہ وہ اپنا سینہ لوہے کی اہرن پر دے مارے' دوسو عاشقوں

میں سے ایک آدھا ہی ایسا منچلا نکلتا ہے۔"

بات یہ نہیں تھی کہ شورکوٹ بغداد سے بالکل نزدیک تھا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گھر بہت دور تھا اور بغداد سے کافی فاصلہ پر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حصول عشق ربانی کی خاطر یہ سفر گوارا کیا۔

دوبارہ روانگی شورکوٹ:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جب شورکوٹ کے لئے دوبارہ روانہ ہوئے تو حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کو بذریعہ کشف یہ معلوم ہو گیا کہ باہو کس مقصد کے لئے واپس آ رہا ہے۔ انہوں نے صورت حال کی نزاکت کو سمجھا اور اپنی چاروں بہوؤں سے کہا:

"میرا بیٹا تم سے ہمیشہ کے قطع تعلق کے لئے آ رہا ہے۔ جس طرح اس نے مال و متاع سے پیچھا چھڑایا ہے اس طرح وہ تم سے بھی پیچھا چھڑانا چاہتا ہے۔ اس لئے تم ہوشیار رہنا اور جب وہ آئے تو تم میری پیٹھ کے پیچھے آ جانا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شوق الٰہی کے سبب تمہارے حق میں کوئی ایسی شرعی بات نہ کہہ دے۔"

یاد رہے کہ یہاں شرعی بات سے مراد یہ تھی کہ سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہیں طلاق کے الفاظ منہ سے نہ نکال دیں۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی بیویاں حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کی زبان مبارک سے یہ سن کر پریشان ہو گئیں۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے کچھ دیر کے بعد فرمایا:

"تم میری پیٹھ کے پیچھے آ جاؤ' سلطان بس آنے ہی والا ہے۔"

چاروں بہوئیں اسی وقت حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا کی عقب میں آ کر بیٹھ گئیں۔ اسی اثناء میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ گھر میں داخل ہوئے اور والدہ ماجدہ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ اس سے پہلے کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنے ارادے کی تکمیل کرتے حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''باہو! میں جانتی ہوں کہ تم کس ارادے سے آئے ہو؟''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

''میرے مرشد کا یہی حکم ہے کہ میں اپنے پاؤں کی ان زنجیروں کو کاٹ دوں۔''

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا:

''بات تو حقوق ادا کرنے کی ہے جو تمہارے ذمہ ہیں۔ تمہاری کوئی بیوی بھی تمہارے راستے کی رکاوٹ نہیں بنے گی اور یہ اپنے تمام حقوق جو تمہارے ان کے ذمہ ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے بخشتی ہیں۔ تم ان کے حقوق کی ادائیگی سے فارغ ہو لیکن جو حقوق تمہارے ذمہ ہیں وہ بدستور قائم رہیں گے۔ اگر تم حق کی تلاش میں کامیاب ہو کر واپس آجاؤ تو بہتر ہے ورنہ تمہیں اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ چونکہ شریعت مطہرہ کی بہت زیادہ پابندی کرتے تھے اور یہ خوبی آپ رحمۃ اللہ علیہ بدرجہ اتم موجود تھی اس لئے والدہ ماجدہ کی باتوں کا بہت اثر ہوا۔ پھر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیویوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اگر تم سب اپنی زبان سے اس بات کا اقرار کر لو کہ تم نے اپنے حقوق مجھے معاف کر دیئے ہیں تو میں تمہیں طلاق دیئے بغیر خاموشی سے واپس چلا جاؤں گا۔''

چاروں بیویوں نے بیک زبان ہو کر اپنے تمام حقوق آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معاف کر دیئے اور یوں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مناقب سلطانی از سلطان حامد میں یہ تمام واقعات یوں ہی مذکور ہیں۔ تلاش حق میں مال وزر اور دنیاوی دولت لٹا دینا کوئی خلاف شرع کام نہیں بلکہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ تم اپنی محبوب ترین

شے کو قربان نہ کردو۔"

یہی وجہ ہے کہ چند صوفیائے کرام کو چھوڑ کر باقی سب مشائخ نے فقر و قناعت کی زندگی بسر کی اور شدید تکالیف کو برداشت کر کے نیکی کو حاصل کیا۔ یہاں نیکی سے مراد رضائے الٰہی ہے۔

مرشد پاک کی طرف سے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو ترک ازواج کا مشورہ خلاف شریعت و سنت کی روح کے منافی ہے مگر چونکہ یہاں امتحان مقصود تھا جس میں سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کامل طور پر پورے اترے۔ اگرچہ بہت سے صوفیاء نے شادی نہیں کی لیکن ان کا یہ عمل اجتماعی تھا نہ کہ انفرادی اور یہ عام مسلمانوں کے لئے حجت نہیں۔ حقیقی صوفی وہ ہے جو ہر شعبہ میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کی پیروی کرے۔ شادی نہ کرنے کے سلسلے میں بھی حضور کی یہ حدیث موجود ہے کہ جس کے اقتصادی حالات درست نہ ہوں یا وہ حقوق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہو تو اس سنت کو ترک کر سکتا ہے۔

مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضری:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام روائیداد سنا دی۔ مرشد نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس آزمائش میں ثابت قدم پایا تو بھرپور توجہ کاملہ فرمائی۔ اس کے بعد پوچھا کہ

"کیا اب تمہیں دلی مراد حاصل ہوئی ہے؟"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

"سیّدی! جو مقامات آج مجھ پر منکشف ہو رہے ہیں ان سے میں اپنے گہوارے میں گزر چکا ہوں۔"

آزمائش:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سن کر مرشد نے آزمائش کا فیصلہ کیا اور اس ضمن میں آپ

رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لینا چاہے اور سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

مناقب سلطانی میں تحریر ہے کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرشد کے پیچھے پرواز کی حتیٰ کہ اڑتے ہوئے کسی ملک کے جنگل میں پہنچ گئے۔ اس جگہ پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اس صورت میں دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی بیلوں کی جوڑی لئے ہل چلا رہا ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کندھے پر خرقہ پوشوں کی طرح ایک کمبل لپیٹا اور اجنبی درویش کی شکل میں اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یا شیخ! آپ کیوں یہ تکلیف اٹھاتے ہیں' آپ آرام کریں میں آپ کی جگہ ہل چلاتا ہوں۔"

یہ سن کر حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی اصلی شکل میں واپس آ گئے اور اس کے ساتھ ہی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنی اصلی شکل میں ظاہر ہو گئے۔

جب دونوں اپنی اصلی حالت میں واپس آ گئے تو ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چل دیئے۔ یکا یک حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک دم پھر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وہی روش اپنائی اور مرشد کے پیچھے غائب ہو گئے۔

اب کی بار حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کو ایک شہر میں دیکھا۔ وہ شہر ہندوؤں کا تھا اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ایک ہندو برہمن کے روپ میں تھے۔ ان کے ایک ہاتھ میں برتن تھا جس میں زعفران اور دوسرے رنگ بھرے ہوئے تھے۔ پھر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ پیر و مرشد بازار میں موجود ہندوؤں کے ماتھے پر تلک لگا رہے تھے۔ چنانچہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنا حلیہ تبدیل کر کے ایک ہندو نوجوان کی شکل اختیار کی اور ایک دکان پر بیٹھ گئے۔

پھر جب حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ادھر سے گزرے تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے:

''بابا! میری پیشانی پر بھی تلک لگائیے۔''

حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ہی اپنی اصل حالت میں ظاہر ہو گئے اور حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی اصلی حالت اپنالی۔ اس کے بعد پھر حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور ایک سمت کی طرف چل دیئے۔

پھر تیسری بار ایسا ہی ہوا کہ شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ چلتے چلتے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وہی روش اختیار کی اور ان کے پیچھے پیچھے ہو لئے۔ اب کی بار حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک اسلامی شہر میں موجود تھے اور ایک غیر معروف مسجد میں کم سن بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دے رہے تھے۔ اس مرتبہ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی اصل شکل وصورت میں موجود تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کم سن بچے کی شکل وصورت اختیار کی اور قاعدہ پکڑ کر مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

''شیخ! مجھے بھی سبق پڑھایئے۔''

پیر و مرشد نے آپ کو ایک ہی نظر میں پہچان لیا اور ہاتھ پکڑ کر مسجد سے باہر تشریف لے آئے۔ حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گاؤں بغداد میں آ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''باہو! تم جس نعمت کے مستحق ہو وہ ہمارے امکان سے باہر ہے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا:

''شیخ محترم! پھر میں کہاں جاؤں۔''

حضرت شاہ حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تقدیر میں تو حق تعالیٰ وہی کرتا ہے جو کچھ وہ چاہے' وہی ظہور پذیر

ہو گا۔ میرے پیرو مرشد حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری دہلی میں شاہی منصب دار ہیں تم ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے پیرو مرشد سے اجازت طلب فرمائی۔ پیرو مرشد نے اپنے ایک مرید خاص حضرت سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ بھکر والے کو ہمراہ کر دیا۔ یہ سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ بعد میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہوئے۔

دہلی روانگی:

مناقب سلطانی کے مصنف حضرت سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ کے بقول!

جب حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دہلی کی طرف تشریف لے جا رہے تھے تو اثنائے راہ ایک مجذوب الحال شخص کسی طرف سے نمودار ہوا اور اس نے آتے ہی لکڑی کی ایک کاری ضرب سلطان حمید کی پشت پر ماری جس سے وہ بے ہوش کر زمین پر گر پڑے۔ مجذوب دوبارہ لکڑی کی ضرب لگانا چاہتا تھا کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر مجذوب کا ہاتھ پکڑ لیا۔ مجذوب نے غصے سے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا اور جلال میں کہا:

"ہمارے راستے سے ہٹ جا اور ہمارے کام میں مداخلت نہ کر۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے نرم لہجے میں فرمایا۔

"اے صاحب! ہم درویش اہل صحو ہیں اور ہمارا تعلق اہل سنت و جماعت سے ہے۔"

جیسے ہی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے مجذوب نے اپنا اٹھا ہوا ہاتھ نیچے کیا اور خاموشی سے ایک طرف روانہ ہو گیا۔ مجذوب کے جانے کے بعد حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش دلائی جو کہ بدستور زمین پر پڑے تھے۔ کچھ دیر کے بعد جب حضرت سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ سکر سے صحو کی طرف لوٹے تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''حمید! اگر وہ تمہیں دوسری لکڑی مار دیتا تو پھر تمہاری ساری زندگی جذب کی حالت میں گزرتی اور پھر ہم بھی تمہیں مستی سے ہوش میں نہ لا سکتے تھے۔''

اس کے بعد جب حضرت سلطان باہو اور حضرت سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ سفر کی منازل طے کرتے ہوئے دہلی کے نزدیک پہنچے تو حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس آراستہ تھی اور ان کے مریدین' خدام' عقیدت مند صفیں باندھے دست بستہ تشریف فرما تھے۔ حضرت کی زبان سے اسرار و معانی کی بارش ہو رہی تھی۔ حاضرین پر وجد کی سی کیفیت طاری تھی۔ یکا یک حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ نے درس روک دیا اور ایک خادم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''فلاں راستے پر اس حلیہ کا ایک درویش آ رہا ہے اسے نہایت احترام کے ساتھ ہمارے پاس لے آؤ۔''

حاضرین مجلس حیران تھے کہ آخر وہ کون سا بزرگ ہے جن کی میزبانی اس طرح کی جا رہی ہے۔ مجلس میں موجود ہر شخص کا اشتیاق وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید بڑھتا جا رہا تھا۔

اسی اثناء میں خادم حضرت سلطان باہو اور سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ خانقاہ میں داخل ہوا۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک سے شانِ ولایت ظاہر تھی مگر جو صاحبان نظر نہیں تھے انہوں نے آپ کو ایک معمولی درویش سمجھا۔

مناقب سلطانی میں تحریر ہے کہ جب حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ' حضرت سید عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے سلام پیش کیا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے ان کا ہاتھ پکڑا اور خلوت میں لے گئے۔ حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ نے خلوت میں جاتے ہی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو ان کا روحانی حصہ عطا فرمایا اور اسی وقت خانقاہ سے رخصت بھی کر دیا۔

معرفت الٰہی:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل کے فیض سے فیض یاب ہونے کے بعد جب خانقاہ سے باہر آئے تو دہلی شہر کی گلیوں اور بازاروں میں گھومنا شروع کر دیا۔ اس دن جمعہ کا روز تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جس خاص و عام پر نگاہ ڈالتے وہ تھوڑی ہی دیر میں خدا رسیدہ ہو جاتا۔ شہر میں ہر طرف شور مچ گیا اور طالبان حق کا ہجوم اس قدر بڑھا کہ راستے بند ہو گئے۔ حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خدام بھی شہر میں کسی کام سے آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے جب لوگوں کا ہجوم دیکھا تو صورت حال کا جائزہ لے کر حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سارا ماجرا عرض کیا:

''سیّدی! آج شہر میں ایک ولی اللہ داخل ہوا ہے جو اپنی توجہ سے عام مخلوق کو جذبات الٰہی میں لاتا ہے اور اس کے روحانی فیض کی شہرت شہر میں خوب ہو رہی ہے۔''

حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا:

''وہ درویش شہر میں کس جگہ پر سکونت پذیر ہے؟''

خدام نے عرض کیا:

''حضور! اس درویش کا کوئی مستقل ٹھکانہ نہیں' وہ دہلی کے بازاروں میں گھومتا ہے اور کھڑے کھڑے معرفت کی دولت لٹاتا ہے۔''

حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خدام سے فرمایا:

''جاؤ اور جا کر دریافت کرو کہ وہ درویش کون ہے اور کہاں سے آیا ہے' اس کا خاندان کیا ہے اور کس سلسلے سے تعلق رکھتا ہے؟''

چنانچہ خدام جب پیر و مرشد کے حکم سے دوبارہ دہلی کے بازار میں پہنچے تو انہوں نے وہاں ایک ہجوم کے درمیان درویش کو دیکھا۔ اس تک پہنچنا بہت دشوار تھا۔ خدام نے بڑی مشکل سے اس تک پہنچنے کی جگہ بنائی۔ جب نزدیک پہنچے تو دیکھا کہ یہی وہ درویش ہے

جسے شیخ نے تلقین فرمائی اور بیعت سے مشرف فرمایا۔ انہوں نے واپس جا کر حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام ماجرا گوش گزار کر دیا۔ حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ یہ انکشافات سن کر رنجیدہ خاطر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک سے اذیت وکرب کے آثار جھلکنے لگے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خدام سے کہا:

''اس درویش کو فوراً میرے پاس لے کر آؤ۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جب مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ہم نے تمہیں نعمت خاص سے نوازا اور تم نے اس خاص نعمت کو عام کر دیا۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا!

سیّدی! جب کوئی بوڑھی عورت بازار سے روٹی پکانے کے لئے توا خریدتی ہے تو اسے بجا کر دیکھ لیتی ہے کہ وہ کیسا کام کرے گا؟ اسی طرح ایک لڑکا جب کمان خریدتا ہے تو اسے کھینچ کر دیکھ لیتا ہے کہ اس میں مطلوبہ لچک موجود ہے یا نہیں؟ سو مجھے جو نعمت عظمیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملی میں اسی کی آزمائش کر رہا تھا کہ اس فقیر کو کس قدر نعمت عطا ہوئی ہے اور اس کی ماہیت کیا ہے؟''

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مرشد کامل کی تلاش میں تقریباً تیس سال تک سرگرداں رہے اور اسی میں انہوں نے شورکوٹ سے بغداد اور بغداد سے دہلی تک کا سفر کیا۔ دہلی میں مرشد کامل سے فیض حاصل کیا اور اپنے وطن شورکوٹ واپس تشریف لا کر رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ بے شمار لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔ مرشد کامل حضرت سیّد عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے بعد حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اضطرابی کیفیت مزید بڑھ گئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہی

کیفیت بعد میں آپ کو پہاڑوں، جنگلوں میں لے گئی۔

تصوف کی اصطلاح میں علم دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک اکتسابی جو ظاہری کوششوں اور اساتذہ کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے اور دوسرا علم لدنی جس پر انسان کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ دوسرے صوفیاء کرام کی طرح حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو بھی علم لدنی حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاحت اگرچہ برصغیر پاک و ہند تک ہی محدود رہی مگر آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس دوران بے شمار مشاہدات لئے اور بہت سے لوگوں کو اپنی باطنی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس ضمن میں ہندو جوگیوں اور سناسیوں پر بے حد توجہ فرمائی جس کی وجہ سے وہ اپنے فاسد خیالات سے باہر نکلے اور اپنے کافرانہ لباس اتار پھینکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نظر کرم سے ہندو جوگی اور سنیاسی خدائے واحد پر ایمان لائے اور روحانی منازل طے کر کے ابدال کے مرتبے پر فائز ہوئے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کیفیات کا بیان

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ تیس سال کی جدوجہد کے بعد اس مقام پر پہنچے جہاں وہ معاصرین طریقت سے آگے بڑھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کے وارث بننے کے مستحق ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کا اعلان جا بجا اپنے کلام میں کرتے ہیں:

دست بیعت کرد مارا مصطفیٰ
ولد خود خواند است مارا مجتبیٰ
شد اجازت باہو را از مصطفیٰ
خلق را تلقین کن بہر از خدا
خاک پایم از حسین و از حسن
معرفت گشت است برمن انجمن

(رسالہ روحی)

اب آپ روحانی طور پر براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فیض یاب ہو کر مقام فنافی الرسول پر فائز ہو گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کیفیت کا اظہار یوں فرمایا ہے!

نور الہدیٰ رحمت خدا باطن صفا
ایں مراتب یافتم از مصطفیٰ
فیض فضلش یافتم از مصطفیٰ
شدوجودم نور از اسم خدا

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ پر طلب حق کا جذبہ شدت سے غالب تھا اور وہ شروع ہی سے ذکر و فکر میں مستغرق رہتے تھے اس لئے تمام باطنی مشاہدات سے مستفید ہوتے ہوئے بالآخر لقاء الٰہی سے مشرف ہوئے۔ بعد میں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تلقین و ارشاد کا کام شروع کیا تو طالبانِ حق کی آگاہی کے لئے اپنے احوال بھی بیان کئے۔ مثلاً ایک دفعہ نصیحت کرتے ہوئے بیان فرمایا:

''ہزارہا اس آگ میں جلتے ہیں' ان میں سے شاذو نادر کوئی ایک آدھ ہی معرفت الٰہی کے آبِ رحمت سے سرد ہوتا ہے اور محبوب کے مرتبے پر پہنچتا ہے۔ یہ قال میرے حال پر صادق آتا ہے۔''

(کُلید جنت)

اس دوران ذکر کی مختلف کیفیات آپ کے تجربہ میں آئیں اور ذکر کے انوار کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وجود کے اندر سمو لیا۔ ذکر و فکر کے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فنا فی اللہ کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا!

فنا فی اللہ عارف باد صالم
زہستی خویش رفتہ لازوالم

(عین الفقراء)

یہ وہ مقام ہے جہاں انسان کی زبان اُس کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے اور تمام الفاظ سب پیچھے رہ جاتے ہیں یہاں پر ذاتِ حق کے لئے صرف ایک اشارہ ہی رہ جاتا ہے۔
حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فنا فی الرسول کے بعد فنا فی اللہ کے مقام پر پہنچے تو دونوں کیفیات سے بیک وقت لذت یاب ہوئے۔ اس کیفیت کو آپ رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''فقیر فنا فی اللہ غوطہ خور ہے' جس دریا میں چاہتے ہیں غوطہ لگاتے ہیں لیکن غرق نہیں ہوتے بلکہ ساحل نجات پر پہنچ جاتے ہیں۔ چنانچہ میں خود وحدت میں بھی غرق تھا اور ساتھ ہی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی

حاضر تھا' ایک لحظہ کے بھی اس سے جدا نہیں ہوتا تھا۔"

(جامع الاسرار)

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سلوک کی نسبت جا بجا پیرانِ پیر سیّدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے کی ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو زندگی میں ایسے طالب بھی ملے جنہوں نے ان سے فیض یاب حاصل کیا اور خدا رسیدہ ہو گئے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت کا معیار بہت اونچا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تو اپنی اس صلاحیت کی بناء پر اُن کی روحانی تربیت کر کے اُن کو اونچا مقام بخش سکتے تھے۔

"رسالہ روحی" کے مطالعہ سے جو ایک خاص کیفیت میں لکھا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے سامنے سے تمام حجابات اُٹھ گئے ہیں۔ یہاں پر آپ نے اپنے آپ کو ان سات روحوں میں سے ایک ظاہر کیا ہے جن میں سے پانچ عالم ہست و بود میں جلوہ افروز ہو چکی ہیں اور دو کا ظہور ابھی باقی ہے۔

"عین العین وحدت" کے مقام پر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر اولیاء اللہ کو دیکھا تو سب کا سلوک اور ان کے مراتب آپ کے سامنے واضح ہو گئے۔ چنانچہ اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فقر کی منزل بہت بڑی اور اس کی گھاٹی بہت مشکل ہے' فقر کے لئے فقیر مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ نے چودہ طبق کا سیر و تماشا دیکھا تاہم مراتب فقر کو نہیں پہنچ سکے۔

فقیری کے لئے ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سلطنت چھوڑ دی اور اپنے بیٹے کے قتل ہو جانے کے سبب سرگرداں پھرتے رہے اس کے بعد مراتب فقر کو پہنچے۔

سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر ریاضتیں اُٹھاتے رہے اور اُنہوں نے آخر میں اپنے نفس کی کھال کھینچ لی پھر بھی مراتب فقر پر

نہیں پہنچے۔

شیخ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ، شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنی جان سے نکل گئے اور ہرگز مراتب فقر پر نہیں پہنچے۔

جناب شاہ محی الدین قدس سرہ شکم مادر میں مراتب فقر پر پہنچے اور شریعت پر قدم بہ قدم چل کر محبوبیت کا مرتبہ حاصل کیا اور فقیر محی الدین کا خطاب پایا۔''

(عین الفقر)

نفس کشی کے لئے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے جابجا حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی ہے اور ترکِ دنیا کے سلسلہ میں جن دو ہستیوں کو بطورِ مثال پیش کیا ہے اُن میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اور رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ مرتبۂ فقر کے بارے میں ان کی رائے کا تعلق ہے تو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اسرارِ ربانیہ کے عارف کامل کی حیثیت سے بات کر رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایک محرم حال کی بات ہمیشہ صحیح اور امر واقع خیال کی جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اور حال بہت بلند ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے:

''حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا اولیاء میں وہ مقام ہے جو جبرائیل علیہ السلام کا فرشتوں میں۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اس پایہ کے بزرگ تھے کہ جب فقر کی دنیا میں قدم رکھا تو سلطان الفقراء کہلائے۔ آپ کے فیض کا ایک بڑا ذریعہ آپ کی تصانیف ہیں۔ کسی ولی اللہ کی تصنیف کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

''واضح رہے کہ کسی ولی اللہ کی تصنیف بے تکلیف کے مطالعہ کا اثر وجود میں اس قدر ہوتا ہے کہ انسان روشن ضمیر بن جاتا ہے اور از خود

رسیدہ ہو جاتا ہے لیکن ناقص کی تصنیف کے مطالعہ سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔"

(عقل بیدار)

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ عالم بالا کے مکین ہیں مگر وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا فیض کبھی منقطع نہیں ہوتا اور وہ اپنی زندگی ہی میں یہ بات وہ بتا گئے کہ ان کی موت کے بعد بھی ان کی قبر زندہ رہے گی۔

خلق کے حاجت روا سلطان باہو آپ ہیں
نائب مشکل کشا سلطان باہو آپ ہیں

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اور اورنگ زیب عالمگیر

حضرت سید عبدالرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین و ارشادات سے سرفراز ہونے کے بعد حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ایک بار پھر دہلی کے بازاروں میں سے ہوتے ہوئے جامع مسجد دہلی میں تشریف لے گئے۔ جمعہ کا دن تھا اور جامع مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب وہاں موجود نمازیوں پر ایک نظر ڈالی تو تقریباً سبھی کو روحانی دولت سے مالا مال کیا۔

اس دن اورنگ زیب بادشاہ دہلی بھی اپنے اراکین سلطنت کے ساتھ نماز ادا کرنے میں مشغول تھا چونکہ آپ کو مسجد میں بے پناہ ہجوم ہونے کی وجہ سے جوتیاں رکھنے والی جگہ پر کھڑا ہونا پڑا تھا اور آپ نے وہیں سے سب نمازیوں پر نگاہ خاص فرمائی تھی جس سے تمام مسجد میں شور اور وجد آ گیا تھا۔ البتہ تین آدمی بادشاہ اورنگزیب، قاضی اور کوتوال شہر اس جذبہ کی تاثیر اور نگاہ سے غیر موثر اور محجوب رہے تھے۔ انہوں نے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سے دست بستہ عرض کی:

> ”اے ولی اللہ! اے مرد خدا! ہمارا کیا گناہ ہے اور ہماری کیا تقصیر ہے کہ ہمیں اس نعمت خاص سے محروم رکھا گیا ہے اور ہماری طرف آپ نے توجہ نہ دی ہے۔“

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ہم نے تو ہر ایک پر یکساں توجہ دی ہے تم لوگوں پر اس لئے اثر نہیں ہوا کیونکہ تمہارے دل سخت ہیں۔''

اورنگزیب عالمگیر نے عرض کیا:

''سیّدی! ہمارے حال پر بھی نظر کرم کیجئے اور ہمیں بھی اس نعمت عظمیٰ سے نوازیئے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اس کیلئے ہماری کچھ شرطیں ہیں۔''

اورنگزیب عالمگیر نے پوچھا:

''سیّدی! وہ کون سی شرائط ہیں؟''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

''تم اور تمہاری اولاد ہماری اولاد اور پسماندگان کیلئے دنیاوی مال و متاع کی مروّت نہ کریں اور ہمارے گھر پر نہ آئیں تاکہ تمہارے دنیاوی اموال کے سبب ہمارے اہل وعیال میں دنیاوی جھگڑے اور فساد نہ پڑ جائیں اور وہ گمراہ نہ ہو جائیں۔''

اورنگزیب عالمگیر نے کہا:

''سیّدی! مجھے یہ تمام شرائط منظور ہیں اور میں ان تمام باتوں کا اقرار کرتا ہوں۔''

اس پر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اورنگزیب عالمگیر پر بھی توجہ خاص فرمائی اور اسے بھی فیض خاص سے سرفراز فرمایا اور بعدازاں وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا تو اورنگزیب عالمگیر نے اپنے لئے یادگار کیلئے التجا کی تو آپ نے وہیں وہیں کھڑے کھڑے کتاب اورنگزیب شاہی تالیف فرمائی جسے شاہی محرروں نے اسی وقت لکھ لیا اور اس ارشاد نامہ کو بطور یادگار رکھا۔

یہ وہ دور تھا جب بعض روایات کے مطابق سلسلہ قادریہ اورنگزیب عالمگیر کے تشدد کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ چونکہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بھی سلسلہ قادریہ سے تعلق اور نسبت رکھتے تھے اس لئے دارالخلافہ سلطنت ہند دہلی میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی کو تشکیک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

بہرحال اس بارے میں مختلف روایات میں بے حد تضاد پایا جاتا ہے جن کا مقصد محض تعصب کے ذریعے اورنگزیب عالمگیر کو بدنام کرنا ہے تا کہ دارالشکوہ وحق بجانب ثابت کیا جا سکے۔ بہرحال حقیقت پسندانہ نظر سے جب اس بات کا تجزیہ کیا جائے تو بقول قاضی جاوید! مصنف ''پنجاب کے صوفی دانشور''

''یہ ساری روایات غیر معتبر ہیں اور عالمگیر جیسے بزرگ حکمران پر کھلی تہمت ہیں۔''

اورنگزیب عالمگیر اور دارالشکوہ کے درمیان محض اقتدار کی جنگ تھی۔ عالمگیر خود بھی ایک صاحب دل صوفی تھا۔ مغل فرمانروا کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور خلیفہ حضرت معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل تھا اور پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ خزانہ شاہی کو ملکیت رعایا سمجھنے والا قرآن کریم لکھ کر اور ٹوپیاں سی کر روزی حاصل کرنے والا پابند شریعت اور متقی حکمران صرف اپنے بھائی دارالشکوہ کی وجہ سے سلسلہ قادریہ کے تمام بزرگوں پر ستم ڈھاتا اور یہ محض بہتان طرازی ہے اس کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔

عالمگیر کی محرومی یہ ہے کہ انہیں صرف ہندوؤں اور انگریزوں نے ہی بدنام نہیں کیا بلکہ اپنی تنگ نظری اور دنیاداری کے سبب مسلمان مؤرخین اور دانشوروں نے بھی بے جا تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

بقول حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ از کتاب کلید التوحید!

''حمد و نعت کے بعد جاننا چاہئے کہ فقیر باہو ولد بازید عرف اعوان

ساکن شورکوٹ کومحی الدین، تابع علم الیقین، شرح شریف، راسخ الدین شاہ اورنگزیب عالمگیر بادشاہ اسلام کے زمانے میں دیگر رسالوں کے لکھنے کے علاوہ اس رسالے کو بھی لکھنے کا اتفاق ہوا۔ میرے نزدیک محی الدین اورنگزیب عالمگیر بادشاہ کوسلام ہو۔''

برگزیدہ از عباد اللہ الہ

شاہ اورنگزیب نمازی بادشاہ

''اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں میں سے سلطان اورنگزیب نمازی بادشاہ ہے۔''

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مبارک

حضرت حامد سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف مناقب سلطانی میں حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ مبارک یوں تحریر فرمایا ہے: حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا سر مبارک متوسط درجہ کا گول تھا' نہ بہت بڑا اور نہ بہت چھوٹا' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ سر کے بال منڈوا دیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی فراخ تھی۔ پلکیں اور بھنویں گھنی اور موٹی موٹی تھیں۔ آنکھیں سیاہ اور سفید میں سرخی ان میں نمایاں تھی اور دیکھنے میں جلال پیش کرتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ناک بلند خوبصورت اور ستواں تھی۔ چہرہ مبارک پر گوشت نہ ہونے کے برابر تھا لیکن اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ رخسار اندر کو دھنسے ہوئے تھے یعنی چہرہ مبارک نہ تو گول تھا نہ لمبا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی داڑھی مبارک بہت گھنی تھی جس سے چہرہ مبارک پر ایک نورانی ہالہ بنا رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ریش مبارک میں ۶۳ برس کی عمر کے بعد مہندی لگانے لگے حالانکہ بال کثرت سے سفید نہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بازو دراز اور بازوؤں پر بال گھنے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بازوؤں کو دیکھ کر آپ کی صحت کا اندازہ ہوتا تھا۔ آپ کے بازوؤں کی انگلیاں لمبی اور مضبوط تھیں جس سے آپ کے دراز قد ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ مبارک فراخ اور خوبصورت تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک پر بکثرت بال تھے جس سے مردانگی کا بخوبی اظہار ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کا رنگ بے انتہا ریاضتوں اور سفر کی وجہ سے سانولا ہو گیا تھا مگر کالا نہ تھا۔

حضرت حامد سلطان رحمۃ اللہ علیہ نے مناقب سلطانی میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ حلیہ مبارک میں نے اپنے بزرگوں سے بعد از تحقیق بیان کیا ہے اور یہ سب حقیقت پر مبنی ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی ازواج

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی ازواج کی تعداد چار ہے۔
آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک زوجہ محترمہ مخدوم برہان رحمۃ اللہ علیہ' مخدوم والا کے خاندان سے تھیں۔ یہ خاندان حضور غوث الملک شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے خاص میں ایک خلیفہ کا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سسر مقامات عالیہ کے مالک تھے۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری زوجہ محترمہ کا تعلق اعوان قبیلہ سے ہی تھا اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قریبی رشتہ دار تھیں۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تیسری زوجہ کا تعلق بھی اعوان قبیلہ سے تھا اور وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رشتہ دار تھیں۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی چوتھی بیوی ایک ہندو ساہوکار کی بیٹی تھیں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے چار شادیاں کیں اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی بلکہ شریعت کے مطابق تھی کہ شریعت نے چار سے زیادہ نکاح کی اجازت نہیں دی۔

اولادِ مطہرہ

حضرت سلطان العارفین کو اللہ عزوجل نے آٹھ صاحبزادے تولد فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک اولیائے کاملین اور صاحب نظر گزری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہی مزار مبارک کی سجادہ نشین چلی آرہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک بالترتیب اس طرح ہے:

۱۔ حضرت سلطان نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت سلطان لطیف محمد رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت سلطان صالح محمد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

۵۔ حضرت سلطان اسحاق محمد رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت سلطان فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت سلطان محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت سلطان حیات محمد رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ: حضرت سلطان حیات محمد رحمۃ اللہ علیہ کم سنی میں ہی رحلت فرما گئے تھے۔

خلفائے عظام

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جن مریدین کو خلافت عنایت فرمائی اُن میں چند ایک قابل ذکر حضرات یہ ہیں:

۱۔ حضرت مومن شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ حضرت ملا معائی بلوچستان رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

کرامات

سلطان العارفین، راحت العاشقین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد کامل ولی اللہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روشن پیشانی سے نورانیت کی ایسی چمک نکلتی تھی کہ جو اسے دیکھ لیتا وہ جذب وشوق سے والہانہ تڑپنے لگتا اور غیر مسلم اس کو دیکھ کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے۔ گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتے۔ صاحب بصیرت اس سے اپنی منزل پاتے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے اس لئے شروع سے ہی کرامات کا ظہور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت مبارکہ میں جابجا ایسے واقعات ملتے ہیں جو کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحب کرامت ہونے کی واضح دلیل ہیں۔

بچی پر نظر کرم فرمانا:

ایک مرتبہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ چند درویشوں کے ہمراہ ڈیرہ غازی خان کی طرف سفر کر رہے تھے۔ راستے میں دریائے سندھ کے پاس ایک گاؤں ''چھبری'' پڑتا تھا۔ اس گاؤں میں ایک مشہور صاحب کشف وکرامت بزرگ غیاث الدین تیغ براں رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی تھا۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جب درویشوں کی جماعت کے ہمراہ وہاں پہنچے تو چاشت کا وقت تھا۔ ساتھی درویشوں نے عرض کیا:

''حضور! اگر حکم کریں تو کچھ دیر گاؤں میں ٹھہر کر روٹی پکا لیں۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت مرحمت فرما دی اور ایک عورت کے گھر تشریف لے گئے۔ یہ عورت درویشوں کی خدمت کیا کرتی تھی۔ حضرت سلطان

باہو رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی اس عورت کے ساتھ مل کر روٹی پکانے میں مصروف ہو گئے۔ اس عورت کی ایک شیر خوار بچی تھی جو کہ گہوارے میں سو رہی تھی۔ اتفاق سے وہ اس وقت جاگ گئی جب ماں کام میں مصروف تھی۔ اس بچی نے اٹھتے ہی رونا شروع کر دیا۔ اب وہ عورت کام میں مشغول تھی اور وہ کام چھوڑ کر اس بچی کے پاس نہیں جا سکتی تھی اس لئے اس نے بیٹھے بیٹھے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کر کے کہا:

''بابا! میری بچی کے پنگھوڑے کو ہلا دو تا کہ یہ خاموش ہو جائے اور میں اطمینان سے کام کر سکوں۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور بچی کے گہوارے کو آہستہ ہلانے لگے اور ساتھ ہی ''اللہ ہو' اللہ ہو'' کی صدا لگانے لگے جس کو سن کر بچی خاموش ہو کر سو گئی۔

جب وہ عورت کھانا پکا کر فارغ ہوئی تو اس نے حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا:

''بابا! آپ کا شکر یہ کہ آپ کی وجہ سے میری بچی سو گئی اور میں نے سارے کام ختم کر لئے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''ہم نے صرف پنگھوڑے کو ہی نہیں ہلایا بلکہ تیری بچی کو بھی ہلا دیا اور اسے ایسی جنبش دی ہے کہ قیامت تک اس میں کمی نہیں آئے گی بلکہ زیادتی ہی ہوتی رہے گی۔''

یہ سن کر اس عورت پر بھی اثر ہو گیا اور وہ زار و قطار روتے ہوئے اللہ ہو اللہ ہو کرنے لگی اور حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر گئی۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ تو اس کے بعد دوبارہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے مگر ان کی نظر کیمیاء کے اثر سے وہ شیر خوار بچی کی کایا پلٹ گئی۔ یہ بچی بڑی ہو کر حضرت

فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کے نام سے مشہور ہوئی۔ ان کا تعلق بلوچوں کے قبیلہ مستوئی سے تھا اور ان کا مزار مبارک آج بھی قصبہ خان کے قریب ہے اور لاکھوں زائرین ان کے مزار پر حاضری دیتے ہیں اور روحانی نعمتوں سے سرفراز ہوتے ہیں۔

سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ پر نظر کرم:

ایک مرتبہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بھکر کے گردونواح کی سیر کیلئے نکلے اور اکیلے ہی بھکر سے باہر تشریف لے گئے۔ اس وقت میں سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ ان کے ساتھ تھے۔ سب سے پہلے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بھکر سے باہر جانب مشرق میدان چول میں ایک ویران ٹیلے پر پہنچے اور ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''حمید! اس ٹیلے سے فوراً اتر جاؤ یہ کسی ظالم کا مکان ہے۔''

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک اور جگہ ریت کے میدان میں سوئے اور اپنا زانو سلطان حمید کے زانو پر رکھا اور ایک گھڑی آرام کیا جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بدن خاک آلودہ ہو گیا۔

سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ کے دل کو بہت قلق ہوا اور دل میں خیال کیا کہ
''کاش! میرے پاس دنیاوی دولت ہوتی تو میں آج مرشد اور ہادی کا بستر اطلس اور مخمل کا بنواتا۔ چونکہ میں مسکین ہوں اس لئے میرے مرشد کا جسم خاک آلودہ ہوا ہے۔''

اتنے میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر ان کے زانوئے مبارک سے اٹھایا اور فرمایا:

''حمید! تو نے کیا خیال کیا؟''

حضرت سلطان حمید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عرض حال بیان کی۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''حمید آنکھیں بند کر۔''

حضرت سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں بند کیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک باغ میں کھڑے ہیں جس میں ایک مجلس دیبا کے فرش و فروش پر آراستہ ہے اور اس میں ایک خوبصورت عورت جڑاؤ، زیور اور ریشمی کپڑے پہنے سلطان حمید سے رغبت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھ سے نکاح کرلو۔

حضرت سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اشارہ کیا اور کہا:

''یہ ادب کا مقام ہے میں اپنے ہادی کی خدمت میں ہوں تو میرے پاس نہ آ اور دور ہو جا۔''

اس اثناء میں سلطان حمید نے آنکھیں کھولیں تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا:

''حمید! تم نے کیا دیکھا۔''

سلطان حمید رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ دیکھا تھا وہ عرض کر دیا۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تو جو دنیاوی مال و دولت کے نہ ہونے کی اپنے دل میں شکایت اور غم کرتا تھا یہ جو کچھ تو نے دیکھا ہے یہ دنیا ہی تو تھی تو پھر کیوں نہ اسے قبول کیا۔ اگر اس کو قبول کر لیتے تو مال و دولت تمہارے گھر سے کبھی ختم نہ ہوتی۔''

سلطان حمید نے کہا:

''یا سیّدی! میں اللہ عزوجل سے اس کی ذات کا نور چاہتا ہوں میں مال و دولت نہیں چاہتا۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی یہ بات سن کر فرمایا:

''حمید! فقیر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر تیرے خاندان سے کبھی نہیں جائے گا۔''

مٹی کو سونا بنانا:

یہ اُس زمانے کی بات ہے جب آپ کھیتی باڑی میں مصروف تھے۔ آپ کے پاس پنجاب کے ایک دور دراز علاقے سے ایک مفلوک الحال شخص آیا۔ اس شخص کی کئی بیٹیاں تھیں جو کہ شادی کے قابل ہو چکی تھیں۔ وہ مفلوک الحال شخص چونکہ خاندانی تھا اس لئے اپنے خاندان کی عزت کی خاطر صاف ستھرا لباس پہنتا تھا جس کی وجہ سے اُس کے علاقے کے لوگ اُس کی مالی آسودگی سے واقف نہ تھے۔ اس کی ظاہری حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے خاندان کے کئی لوگوں کی طرف سے اُس کی بیٹیوں کے رشتے آتے تھے لیکن وہ اپنی مالی حالت کی وجہ سے اس قابل نہ تھا کہ اُن کی شادی کا انتظام کرسکتا۔ ایک روز وہ تنگ آ کر کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

''حضرت! میرا تعلق سادات خاندان سے ہے اور میں نے بہت اچھا وقت گزارا ہے لیکن اب سفید پوشی کے علاوہ کچھ باقی نہیں بچا اور لوگ سمجھتے ہیں کہ میں مالدار شخص ہوں۔ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے میسر ہوتی ہے۔ میں اپنی زندگی گزار چکا ہوں مگر بیٹیوں کا بوجھ برداشت نہیں ہوتا۔ قرض خواہ ہر وقت دروازے پر کھڑے رہتے ہیں اب آپ ہی میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ عزوجل مجھے مشکلات سے نجات عطا فرمائے۔''

وہ بزرگ اُس کی بات سن کر کافی دیر تک مراقبے کی حالت میں رہے اور پھر سر اٹھا کر انتہائی معذرت بھرے لہجے میں ان سے کہا:

''تمہیں جو بیماری لاحق ہے اس کا علاج میرے پاس نہیں ہے۔''

اُس شخص نے مایوسانہ لہجے میں کہا:

''حضرت! میں تو دعا کیلئے درخواست کر رہا ہوں۔''

بزرگ نے صاف لہجے میں کہا:

''اب دعا ہی تمہاری دوا ہے اور میری دعا میں اتنی تاثیر نہیں ہے کہ تمہارے سر اور گھر سے گردش وقت کو ٹال سکوں۔''

بزرگ کا انکار سن کر اُس شخص نے بہت ہی غمناک لہجے میں پوچھا:

''حضور! میں نے تو آپ کے بارے میں بہت کچھ سنا تھا۔''

بزرگ نے جواب دیا:

''وہ لوگوں کا حسن سلوک ہے اور میں تمہیں حقیقت بتا رہا ہوں۔ مگر یہ بات یاد رکھو کہ اللہ کی زمین مستجاب الدعوات بندوں سے خالی نہیں ہو گئی۔ میں تمہیں ایک ایسے شخص کا بتا سکتا ہوں جس کی زبان میں اللہ تعالیٰ نے بہت تاثیر رکھی ہے اور وہ شخص دریائے چناب کے کنارے واقع ایک علاقے شورکوٹ میں رہتا ہے۔ تم اُس کے پاس چلے جاؤ وہ یقیناً تمہاری مشکل کو آسان بنا دے گا۔''

اس بات کو سن کر اُس شخص کے چہرے پر چھائے مایوسی کے بادل چھٹ گئے اور وہ ایک اُمید لئے شورکوٹ پہنچ گیا۔

اس وقت حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بہت معمولی لباس پہنے ہوئے تھے اور اپنی زمین میں ہل جوت رہے تھے۔ ایسی حالت سے عام دیکھنے والوں کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوئی مفلوک الحال کسان اپنی روزی کیلئے ہل جوت رہا ہے۔

جب اُس شخص کی نظر آپ پر پڑی تو اس کے دل میں یہی خیال آیا کہ یہ تو کوئی خود اتنا پریشان حال شخص ہے میرا سفر تو رائیگاں گیا یہ میری کیا مدد کرے گا اس خیال کے آتے ہی اس نے واپسی کیلئے اپنے قدم موڑے۔

ابھی وہ شخص ایک بھی قدم نہ واپس پلٹا تھا کہ اسے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سنائی دی۔

''اے سید! اتنا طویل سفر بھی اختیار کیا اور موسم کی سختیاں بھی برداشت

کیں پھر بھی ہم سے ملاقات کئے بغیر واپس جا رہا ہے۔"

یہ سن کر وہ حیران رہ گیا اور فوراً ہی اپنے گھوڑے کی پشت سے نیچے اترا اور بڑی عقیدت سے آپ کی خدمت میں سلام پیش کیا اور اپنے آنے کی وجہ بیان کی۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے غور کے ساتھ اُس شخص کی درخواست سنی اور پھر نہایت میٹھے اور دلکش انداز میں فرمایا:

"سیّد! تم میرا ایک کام کرو میں تمہارا کام کر دیتا ہوں۔ اس لئے کے کام کا بدلہ کام ہے۔"

اُس شخص نے حیران ہو کر پوچھا:

"شیخ! ایک سوالی آپ کے کیا کام آسکتا ہے۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میں ایک ضروری کام سے فارغ ہو کر ابھی آتا ہوں جب تک تم میرا ہل چلاؤ۔ بس مجھے یہی کام ہے۔"

اتنا فرماتے ہی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ایک جانب تشریف لے گئے۔

وہ سیّد زادہ اس سوچ کے ساتھ ہل چلانے لگا کہ حضرت اس قدر کشف کے مالک ہیں میرا کام ضرور کر دیں گے اور میں یہاں سے خالی ہاتھ واپس نہ لوٹوں گا۔

کچھ وقت گزرنے کے بعد حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ جب تشریف لائے تو اپنے سامنے پڑا ہوا مٹی کا ڈھیلا اُٹھا کر زمین پر دے مارا۔ آپ کے اس عمل کی اُس سیّد زادے کو بہت حیرانگی ہوئی۔ کچھ دیر کے بعد اُس کی آنکھیں اُس وقت چندھیا گئیں جب اُس نے دیکھا کہ ساری مٹی سونے کی ہو چکی تھی۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس سیّد زادے کو فرمایا:

"اے سیّد زادے! اپنی ضرورت کے مطابق سونا اٹھا لو۔"

اُس شخص نے اپنی جھولی سونے سے بھر لی اور حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے

دست مبارک پر بوسہ دیتے ہوئے گویا ہوا:

''جن لوگوں کی نگاہ کیمیاء اثر ہے وہ ایک ہی نظر میں مٹی کو سونا بنا دیتے ہیں اور یہ ذات ربانی کا فیض ہے جو کسی قوم پر منحصر نہیں ہے خواہ وہ سیّد ہو یا جٹ۔''

نظر کیمیاء:

ایک مرتبہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ درویشوں کے ساتھ سیر و سیاحت کرتے ہوئے ایک علاقہ سنگھڑ سے گزرے۔ یہاں پر ایک صاحب حال بزرگ حضرت شیخ اسماعیل قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی سکونت تھی۔ آپ یہاں حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ سنگھڑ سے ہوتے ہوئے جھنگ تشریف لے گئے اور وہاں رات کو ایک مسجد میں قیام کیا۔

اتفاقاً ایک سات سالہ کا بچہ لعل شاہ مسجد میں آیا اور حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے سے اتفاقاً گزرا۔ آپ نے ایک ہی نظر کیمیاء اس بچے پر ڈالی تو وہ اپنا سارا کام چھوڑ کر رات بھر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا رہا اور آپ نے بار ہا اس بچے سے کہا کہ تم اپنے گھر جاؤ وہاں تمہارے ماں باپ پریشان ہو رہے ہوں گے۔

لعل شاہ نے غمزدہ لہجے میں عرض کیا کہ

''میرے لئے کوئی پریشان نہ ہوگا اب وہی میرا گھر ہے جہاں آپ رہتے ہیں۔''

صبح ہوتے ہی لعل شاہ کے رشتے دار اُسے ڈھونڈتے ہوئے مسجد میں آ پہنچے۔ مسجد میں پہنچتے ہی اُنہوں نے دیکھا کہ لعل شاہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود ہے۔ اُنہوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح لعل شاہ گھر واپس چلا جائے مگر لعل شاہ کسی بھی حالت میں راضی نہ ہوا اور اُس نے صاف انکار کر دیا۔

لعل شاہ کے عزیز و اقارب نے واپس جا کر لعل شاہ کے والد حضرت شیخ بڈھن شاہ رحمتہ اللہ علیہ کو آگاہ کیا۔ شیخ بڈھن شاہ رحمتہ اللہ علیہ شیخ اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ اس ساری بات سے آگاہ ہو کر وہ اپنے مریدوں اور دوستوں کے ساتھ مسجد میں حاضر ہوئے اور حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ سے یوں مخاطب ہوئے:

''شیخ! اس بچے کو اجازت دیں کہ یہ اپنے گھر چلا جائے اس کی ماں ازحد پریشان ہے۔''

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اے شیخ بڈھن! یہ بچہ تیری ملکیت نہیں بلکہ حق تعالیٰ نے اس کا فیض اور نصیب میرے سپرد فرمایا ہے اب تم واپس چلے جاؤ اور لعل شاہ کی تربیت اب میں کروں گا۔''

شیخ بڈھن پر حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کا بے حد زیادہ رعب طاری ہو گیا اور انہوں نے فوراً ہی دست بستہ ہو کر عرض کی کہ

''یا شیخ! اب لعل شاہ آپ ہی کے سپرد ہے۔''

اتنا کہا اور شیخ بڈھن واپس چلے گئے۔

شیخ بڈھن کا تعلق بزرگوں کے خانوادے سے تھا۔ وہ ایک امیر کبیر شخص تھے۔ شیخ بڈھن شاہ نے دو شادیاں کی تھیں اور ان کی پہلی بیوی لعل شاہ کی ماں تھی جبکہ دوسری بیوی نے بڈھن شاہ پر اپنا قبضہ جما لیا تھا جس کی وجہ سے لعل شاہ اور ان کی والدہ دونوں گھر کے ایک گوشے میں رہتے تھے۔ جب لعل شاہ کی والدہ نے اپنے بیٹے کا حال سنا تو حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں پیغام بھیجا:

''شیخ! لعل شاہ میرا ایک ہی بیٹا ہے جس کے سہارے میں اپنی زندگی کے دن گزار رہی ہوں اور اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی حاضر ہو کر اپنے بیٹے کے ساتھ رہوں۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

''اُن سے کہو کہ وہ ایک پردہ دار خاتون ہیں وہ اطمینان سے بے فکر ہو کر گھر کی چار دیواری میں بیٹھی رہیں۔''

لعل شاہ کی والدہ نے دوبارہ اپنے ملازم کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور کہلوایا کہ

''حضور! جب آپ کا فیض روحانی عام ہے تو پھر مجھے کیوں اس نعمت سے محروم رکھتے ہیں۔''

لعل شاہ کی غمزدہ والدہ کی یہ درخواست سن کر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''تمہیں ایک دن کیلئے سورہ مزمل کا ورد ہی کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ لعل شاہ کی والدہ بے حال ہوگئیں اور اس روز کے بعد ان کی زبان سے سورہ مزمل کا ورد بسبیل جاری ہو گیا اور وہ دنیاوی کاموں سے بے نیاز ہو گئیں اور دن رات جذب واستغراق کے عالم میں رہنے لگیں اور اگر کبھی انہیں روٹی پکانے کا خیال آتا تھا تو روٹی توے پر پڑی پڑی جل جاتی تھی۔

کچھ دن قیام کے بعد حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ لعل شاہ کو اپنے ہمراہ لے کر آگے کی جانب روانہ ہوئے اور اپنے ایک خادم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ

''میرا کوزہ، میرا مصلےٰ اور میری مسواک لعل شاہ کے حوالے کر دو۔''

حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سال تک اپنے مرشد پاک کی خدمت کی اور اس طویل مدت میں آپ کا لباس صرف ایک سیاہ کمبل تھا جس کا آدھا حصہ زمین پر بچھا کر اپنا بستر بنا لیتے تھے اور آدھے حصہ کو چادر کے طور پر اوڑھ لیتے تھے۔ حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ ننگے سر اور ننگے پاؤں ہی رہا کرتے تھے۔

بالآخر تیس سال کی ریاضت و خدمت کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے اور جب آپ سے رخصت ہونے لگے تو آپ سے فرمایا:

"سیّدی! مجھے اپنی کوئی چیز تبرک کے طور پر عنایت فرمائیے۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

"جو کچھ لینا چاہتے ہو وہ لے لو۔"

جواباً حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

"حضرت! میں نے آپ کے کوزے، مصلے ار مسواک کا امین رہا ہوں ان میں سے کوئی شے عنایت کر دیجئے تا کہ منزل فرات میں آپ کی کوئی نشانی میرے پاس ہو۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی استعمال شدہ مسواک حضرت لعل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی اور یہ مسواک آج بھی ان کے خاندان میں موجود ہے۔

بقول حضرت شیخ سلطان حامد قادری رحمۃ اللہ علیہ!

"میں نے ڈیڑھ سو سال بعد اس مسواک کو دیکھا اور میں نے اس مسواک کو تازہ پایا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مسواک کو تازہ تازہ نچوڑا گیا ہو اور یہ مسواک پیلو کے درخت کی تھی۔"

(از مناقب سلطانی)

حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ:

ایک مرتبہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے علاقہ دامن کوہ مغربی جبل اسود کی جانب روانہ ہوئے اس علاقہ میں آپ نے ایک نوعمر لڑکے کو دیکھا جو مویشی چرا رہا تھا حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکے پر ایک نظر ڈالی تو وہ اپنے مویشی چرانا بھول گیا اور آپ کے گرد دیوانہ وار رقص کرنے لگا۔

پھر جب آپ نے اس لڑکے پر دوسری نظر ڈالی تو وہ ہوش میں آ گیا اور اس کے ساتھ ہی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنے سفر کی جانب روانہ ہوئے۔ کچھ دور تک چلنے کے

بعد آپ کو اپنے پیچھے آہٹ کا احساس ہوا تو دیکھا کہ وہ لڑکا بھی خاموشی کے ساتھ آپ کے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ

''لڑکے! تم اپنا کام کرو ہمیں اپنا کام کرنے دو۔''

لڑکے نے فوراً جواب دیا کہ

''حضور! اب میرا یہاں کیا کام۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ

''تمہارے مویشیوں کا کیا ہوگا۔''

لڑکے نے عجیب دل افسردگی کے عالم میں کہا

''جن کے جانور ہیں وہ جانیں۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکے کو بہت زیادہ سمجھایا لیکن وہ لڑکا اپنے ارادہ سے باز نہ آیا اور اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ بالآخر آپ مجبور ہوکر اس لڑکے کو اپنے ہمراہ لے کر کوہ شمال کی جانب روانہ ہوگئے۔

یہی لڑکا بعد میں آپ کے نامور خلیفہ سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوا حالانکہ اس لڑکے کا اصلی نام کھتران تھا۔

عجب تماشہ:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ کوہِ شمالی کے جنگلوں سے گزر کر ایک زرخیز پہاڑی علاقے میں تشریف لے گئے جس کا نام کلر کہار تھا اس جگہ کی سرسبزی و شادابی دیکھ کر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پر حالت جذب طاری ہوگئی۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کیفیت مسلسل تین دن اور تین رات تک طاری رہی یہ ایک ویران اور غیر آباد علاقہ تھا اور یہاں نہ تو کھانے کا انتظام تھا اور نہ ہی پینے کا کوئی انتظام ہے۔

اوپر سے حضرت نورنگ کھتران رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آپ کیلئے مرید تھے اور ریاضت اور محنت کے ابتدائی مرحلہ میں تھے وہ بھوک اور پیاس کی شدت برداشت نہ کر سکے اور انتہائی مضطربانہ حالت میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں زور زور سے پکارنے لگے۔

''بھوک بھوک، پیاس پیاس۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی فریاد سن کر مراقبہ سے سر اٹھایا اور آنکھیں کھول کر سلطان نورنگ کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ

''فرزند کیا بات ہے؟''

حضرت سلطان نورنگ کھتران رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی مضطربانہ انداز میں جواب دیا:

''یا شیخ! اب تو بھوک اور پیاس برداشت سے باہر ہو گئی ہے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ

''بر آت عاشقاں پر شاخ آہوئے''

جیسے ہی حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے اسی وقت پہاڑ کے ایک گوشے سے ایک ہرن برآمد ہوا جس کے سینگوں پر کھانے کا خوان رکھا ہوا تھا اور اس کی گردن میں پانی سے بھرا ایک ڈول لٹک رہا تھا۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا:

''اللہ کی بخشی ہوئی نعمتوں سے افطار کرو۔''

یہ فرما کر آپ نے خود بھی روزہ افطار کیا۔

حضرت سلطان نورنگ رحمۃ اللہ علیہ نے تیس سال تک اپنے مرشد کی خدمت کی اور سفر میں اپنے شیخ کی ہر طرح سے خدمت کی اور بالآخر منزل مقصود کو پایا اور مقام محبوبیت پر فائز ہوئے اور پھر خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق فرمایا ہے:

''جتھ اعوان تتھ کھتران۔''

یعنی جہاں اعوان پہنچا کھتران بھی وہیں پہنچا۔

اس سے مراد یہ ہے کہ جس مقام پر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پہنچے اسی مقام پر اپنے مرید حضرت سلطان نورنگ کھتران رحمۃ اللہ علیہ کو بھی پہنچا دیا۔

حضرت سلطان نورنگ کھتران رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کے ان الفاظ کو اس خوبصورت شعر میں بیان فرمایا ہے:

عجب دیدم تماشا شیخ باہو!
برات عاشقاں برشاخ آہو

''اے شیخ باہو! میں نے عجیب تماشا دیکھا کہ عاشقوں کا حصہ ہرن کے سینگ پر تھا۔''

حضرت سلطان نورنگ کھتران رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک جبل اسود کے دامن میں ڈیرہ اسماعیل خان کے نزدیک ایک قصبہ وصوا میں آج بھی زیارت گاہ ہر خاص و عام مرجع خلائق ہے۔

ذکر ھو:

حضرت شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ایک مرتبہ شورکوٹ میں آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت کے لئے آئے تو آپ کے حجرہ مبارک سے ذکر ''ہو'' کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ تیزی سے آپ کے حجرہ مبارک میں داخل ہوئے لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حجرہ مبارک میں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ ابھی اسی سوچ میں گم تھے کہ حجرہ مبارک کے باہر سے ذکر ''ہو'' کی آواز سنائی دینے لگی۔ فوری طور پر باہر آ کر دیکھا تو باہر بھی کوئی موجود نہ تھا۔

اس دوران پھر حجرہ مبارک سے ذکر ''ہو'' کی آواز سنائی دینے لگی۔ حجرہ مبارک میں جا کر دیکھا تو پھر کوئی نظر نہ آیا۔ اتنے میں دوبارہ حجرہ مبارک کے باہر سے ذکر ''ہو'' کی آوازیں دوبارہ آنا شروع ہو گئیں۔ باہر آئے تو کوئی دکھائی نہ دیا۔

وہ بے حد پریشان ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ جب معاملہ اُن کی سمجھ سے بالاتر ہو گیا تو حیرانگی کی حالت میں یوں گویا ہوئے:

''الٰہی! یہ کیا ماجرا ہے۔''

پھر قدرے حیرانگی کے بعد شیخ کالو رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھا:

اندر ہو باہر ہو باہو کتھ لبھیندا

ہو دا داغ محبت والا دم دم نال سڑیندا

''یعنی اندر بھی ہو اور باہر بھی ہو کی پکار ہے لیکن ہو کہاں ملتا ہے کچھ علم نہیں ہے البتہ ہو کا داغ محبت بھرا ہر دم دل کو جلاتا رہتا ہے۔''

جیسے ہی شیخ کالو رحمتہ اللہ علیہ کی زبان سے یہ شعر ادا ہوا تو واپسی حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی آواز سنائی دی اور ذیل کا شعر سنائی دیا۔

جتھے ہو کرے روشنائی چھوڑ اندھارا دیندا

دوہیں جہان غلام تھیندے باہو جیہڑہ نوں صحیح کریندا

''جہاں پر ہو کی روشنی ہو جائے وہاں سے تاریکی کا اندھیارا چھٹ جاتا ہے اور اے باہو! جو ذکر ہو کو درست کر لیتا ہے اس کے دونوں جہاں غلام ہو جاتے ہیں۔''

اس شعر کے فوری بعد ہی حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ کالو رحمتہ اللہ علیہ کے درمیان پردہ حجاب ہٹ گیا اور حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو اپنی زیارت سے فیض یاب فرمایا۔

منزل لامکاں:

ایک مرتبہ سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ چولستان کی سیر کو گئے۔ دور سے آپ کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جو جنگل میں ایندھن کا بوجھ باندھ رہا تھا۔ آپ سیر کرتے کرتے آگے نکل گئے اور جب کافی دیر کے بعد اسی راہ سے واپس آئے اور وہاں سے ابھی

دور ہی تھے کہ کھڑے ہو گئے اور کافی دیر تک کھڑے رہے۔ درویشوں نے عرض کیا:

"جناب! آپ کو کھڑے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے کیا وجہ ہے۔"

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اس طرف کسی ولی اللہ کا مقبرہ یا روح ہے جس سے نور آسمان تک پہنچ رہا ہے۔"

یہ فرمانے کے بعد آپ اس نور کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے۔ نزدیک پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص بے ہوش پڑا ہوا ہے اور ایندھن کا گٹھا اُس کے پاس پڑا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ہاتھ اُس شخص کے سر پر پھیرا تو وہ شخص کچھ لمحے بعد ہوش میں آ گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا:

"کیا حال ہے۔"

اس شخص نے عرض کیا:

"حضرت شاید کل آپ ہی اس راستے سے جا رہے تھے اور میں نے آپ کو دیکھا اس کے بعد مجھے کوئی خبر نہیں رہی۔"

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ اُس کی بات سن کر مسکرائے اور اُسے دوبارہ پھر سے منزل لامکاں پر پہنچا دیا۔

اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمانا:

ایک مرتبہ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ شہر بھکر تشریف لے گئے اس وقت ایک صاحب کشف بزرگ حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا دور دورہ تھا۔ حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید اور خلیفہ حضرت شیخ سلطان طیب تھے جو کہ اولاد نرینہ سے محروم تھے۔ شیخ طیب نے اپنے مرشد حضرت شیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس سلسلہ میں کئی مرتبہ دعا کروائی مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ جب شیخ طیب نے حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کی خبر سنی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طالب دعا چاہی۔ اس وقت حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے

پاس دوسیب رکھے ہوئے تھے آپ نے شیخ سلطان طیب کی بات سن کر فرمایا:

''یہ دوسیب لے جاؤ اور اپنی بیوی کو کھانے کے لئے دے دو۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں دو فرزند عطا فرمائے گا اور ان دونوں فرزندوں میں سے ایک تمہارا ہوگا اور ایک ہمارا ہوگا۔''

سلطان طیب نے عاجزانہ لہجے میں پوچھا:

''شیخ! میں ان دونوں فرزندوں میں تفریق کیسے کروں گا۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''یہ تمہارا کام نہیں ہے جو فرزند ہمارے کام کا ہوگا وہ اپنی نشانی لے کر پیدا ہوگا۔''

شیخ سلطان طیب خوشی خوشی یہ دونوں سیب لے کر چلے گئے اور ان سیبوں میں سے ایک سیب قدرے داغدار تھا جسے کسی پرندے نے کھالیا تھا۔ انہوں نے یہ دونوں سیب اپنی اپنی بیوی کو کھانے کیلئے دیئے جن کو ان کی بیوی نے کھالیا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے شیخ سلطان طیب کے گھر دو فرزند پیدا ہوئے آپ نے ایک کا نام سلطان عبد اور دوسرے کا نام سلطان سوہارا رکھا۔

سلطان عبد پیدائشی مجذوب تھے اور اسی نشانی کے بارے میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا تھا۔

چوبیس حروف کلمہ طیبہ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کے چوبیس حروف ہیں اور دن ورات میں گھڑیاں بھی چوبیس ہوتی ہیں۔ دن رات میں انسان کم وبیش چوبیس ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے۔ جب فقیر صدقِ دل سے کلمہ طیبہ کا ورد کرتا ہے تو کلمہ کے ہر حروف کے بدلے میں اُس کے ہر گھڑی کے گناہ اس طرح جل جاتے ہیں جس طرح خشک ایندھن سے آگ۔ کلمہ طیبہ کے صدقِ دل سے پڑھنے کی وجہ سے اُس پر ہر حرف کے بدلے ایک ہزار علم منکشف ہوتے ہیں اور ہر علم سے ہزار عمل جو کہ بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوتے ہیں۔

کلمہ طیبہ کے ذکر سے فقیر عارف باللہ اور مقربِ حق ہو جاتا ہے اور اُس پر انوارِ الٰہی کی بارش ہوتی رہتی ہے اور رازِ الٰہی اُس پر منکشف ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان احمق اور بے شعور آدمیوں پر تعجب ہوتا ہے جو کہ مردہ دل اور مغرور ہیں اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور دست بیعت وحکم کے بغیر اور تلقین وتعلیم کی قوت نہ رکھتے ہوئے اندھی تقلید کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جب ذکر الٰہی کی نصیحت کرتے ہیں تو اُن کے مریدوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا اور اُن کا نفس گناہوں کی خواہش کو رد نہیں کرتا جس کی وجہ سے معرفت الٰہی کے بھید اُن پر نہیں کھلتے۔

کلمہ طیبہ کے ذکر اور ورد کے اثرات

کلمے دی تداں پئی جد کلمے نوں پھڑیا ھو
بے درداں نوں خبر نہ کائی دردمنداں گل مڑھیا ھو
کفر اسلام دا پتا لگا جد بھن جگر وچ وڑیا ھو
میں قربان تنہاں توں جنھاں کلمہ صحی کر پڑھیا ھو

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کلمہ طیبہ کے ذکر اور ورد کے اثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کلمہ طیبہ کا ادراک اور شعور ہمیں اس وقت حاصل ہوسکتا ہے جب ہمیں اس کا صحیح مقام اور مرتبہ معلوم ہو۔ جب سے مومن نے کلمہ طیبہ پڑھا ہے کلمہ طیبہ نے مومن کے دل میں جگہ بنالی ہے۔ عام فہم لوگ کلمہ طیبہ کے اسرار و رموز کو کیا جانیں اور اس کی اصل ماہیت کو اہل درد ہی جان سکتے ہیں۔

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں کفر اور اسلام کے درمیان امتیاز اور فرق اُس وقت سمجھ آیا جب کلمہ ہمارے جسم و جان میں بس گیا اور اپنا رنگ اور اثر ہم پر ظاہر کیا۔ کلمہ طیبہ کے ذکر کا فائدہ اُس وقت ہی ظاہر ہوسکتا ہے جب بندہ کلمہ طیبہ کی اساس کو سمجھے اور زبان سے اس کا اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرے۔ کلمہ طیبہ پر کامل یقین رکھنے سے ہی فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ انسان کو شرک اور کفر سے نکال کر دریائے وحدت میں تیراکی سکھاتا ہے اور اس تیراکی کے ذریعہ بندہ لامکانی کا سفر طے کرتا ہے اور بالآخر وحدانیت کے جلووں میں دیدارِ الٰہی سے

روشناس ہوتا ہے، مکاں سے لامکاں کی طرف سفر اور اسرارِ کائنات آشکار ہوتے ہیں اور اسی جلوۂ حق کا اکثر اوقات گمان انسان پر یہ ہوتا ہے کہ اس کا اپنا وجود وجودِ باری تعالیٰ کے اندر سمایا گیا ہے اور اس کا وجود فنا ہو گیا۔ وہ جدھر دیکھتا ہے اللہ ہی اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے۔ اسی کیفیت کو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

چونکہ کلمہ طیبہ کا صحیح ادراک کرنا اور اس کی کنہ کو معہ اساس کے سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہو کر اس کا ذکر کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے تو یہ انہی لوگوں کو زیبا دیتا ہے جنہوں نے اس کا تفکر کیا ہے اور تصدیق قلبی اور ایقان کلی کے ساتھ اسے ادا کیا ہے اور جو اس بحرِ وحدت میں مکمل طور پر غرق ہو کر اسرار و رموز کے معانی سے روشناس ہوتے ہیں اور ان میں مکمل طور پر محو اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور انہیں لوگوں پر کلمہ طیبہ کا صحیح اثر اور ظہور ہوتا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اُن لوگوں کے قربان جاتا ہوں جنہوں نے اخلاص اور صدقِ دل سے کلمہ طیبہ کے ذریعے اللہ عزوجل کی وحدانیت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا اور اس کلمے کی حقیقت کو سمجھا۔

مردِ مومن کا کلمہ

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کلمہ تو تمام مسلمان پڑھتے ہیں لیکن مردِ مومن کا کلمہ پڑھنے کا ڈھنگ نرالا ہوتا ہے اور اُس کے کلمے کے اثرات عوام الناس پر بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

کلمے نال میں نہاتی دھوتی تے کلمے نال بیاہی ھو
کلمے میرا پڑھیا جنازہ کلمے گور سہائی ھو
کلمے نال بہشتی جانا کلمہ کرے صفائی ھو
مڑن محال تنہاں نوں باھو جنہاں صاحب آپ بلائی ھو

''مردِ مومن کلمے کے ذکر سے اپنے دل کو دھو کر پاک صاف بناتا ہے اور موت کے وقت بھی کلمہ پڑھتے ہوئے اس دنیا سے جاتا ہے اور کلمہ ہی اُس کا جنازہ پڑھاتا ہے اور قبر میں منکر نکیر کے روبرو جب کلمہ پڑھتا ہے تو اسی کلمہ کی بدولت اُس کا معاملہ سنور جاتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ باھو جو کلمے کو ہی کامیابی ونجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں وہ کسی مقام پر پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے۔''

نظر مرشد اور اسم ذات اللہ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ واضح رہے کہ اسم ذات اللہ کا تصور اور مرشد کامل کی نظر کے سبب وجود کے نو دروازوں سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ ناک اور نتھنوں سے خون نکلتا ہے' کانوں سے خون جاری ہوتا ہے اور بول و براز کے دونوں راستوں سے خون بہنے لگتا ہے۔

جب ذکر اسم ذات اللہ کے طالب کا سارا وجود خون میں غرق ہو جاتا ہے تو اُس کے وجود کے ساتوں اعضاء ایک ہو جاتے ہیں اور یہی تمام اذکار کا مجموعہ ہے یعنی ذکر قربانی' ذکر سلطانی' ذکر روحانی' ذکر خفی' ذکر یخفی' ذکر نور اور ذکر حضور۔ ان تمام اذکار کا ذاکر بارگاہِ الٰہی میں مقبول و منظور ہوتا ہے اور ہمیشہ خلوت میں رہ کر حق کا مشاہدہ کرتا ہے۔

ذکر خفیہ و مبدم شد حق رفیق
غوطہ خور دن راز رحمت حق غریق

"خفیہ ذکر والا دمبدم خدا کا رفیق ہوتا ہے وہ راز رحمت میں غوطہ لگا کر غریق حق ہوتا ہے۔"

فنا فی اللہ' بقا باللہ

آج کے دور میں تصوف کی اصطلاح کو بہت غلط سمجھ لیا گیا یا اس کو صحیح طور پر سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی گئی۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ صوفیاء کے نزدیک فنا فی اللہ وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر انسان کی روحانی شخصیت منفرد ہو جاتی ہے۔ اس وقت اصطلاح تصوف میں طالب حق ''فرد'' ہو جاتا ہے۔ تجرید و تفرید اختیار کرنے سے بھی یہی مراد ہے کہ اس مقام پر سالک کی عبادات محض تقلیدی نہیں رہتیں بلکہ وہ تخلیقی سطح پر مصروف عمل رہتا ہے۔ اس کے اعمال و افعال اور افکار و خیالات اور اُس کی صلاحیتوں کا عالم یہ ہوتا ہے کہ الہیاتی قوتیں اس کی معاون و مددگار ہوتی ہیں۔ اس کی حرکات و سکنات سب ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فنا فی اللہ کو روحانی ارتقاء کا تیسرا اور آخری درجہ سمجھتے ہیں۔ جب مرد راہِ حق میں اپنے آپ کو تربیت کے لئے کسی بزرگ کے حوالے کر دیتا ہے اور اُس کی ہدایت کے مطابق تمام دنیاوی خواہشات سے منہ موڑ لیتا ہے تو اُسے فنا فی الشیخ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

پھر جب وہ شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر قلب کو زندہ کر لیتا ہے تو اُس کو فنا فی الرسول کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ادراک کر لیتا ہے اور اسے علم الیقین' عین الیقین سے آگے حق الیقین کی صفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ فنا فی اللہ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے اور فنا فی اللہ وہ ہوتا ہے جسے بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہو اور یہ اصل میں ''غرق فی التوحید'' کا مقام ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر اللہ اور اُس بندے کے درمیان سے حجاب اُٹھ جاتے ہیں اور اللہ اُس کو دوست رکھتا ہے۔فنا فی اللہ عشق کا آخری مقام ہے۔

فنا فی اللہ کے مقام پر روح بحق رفیق ہو جاتی ہے اور اب سالک کی نگاہ حق پر مرکوز رہتی ہے۔وہ حق سے طاقت حاصل کرتا ہے اور حق کی تعمیل کرتا ہے۔پھر زبان سے انا الحق نہیں کہتا بلکہ دل سے انا الحق کہتا ہے اور یہ مقام فنا فی اللہ بقا باللہ کا ہے۔

دیدہ ام دریافتم بینم دوام
معرفت توحید فقرم شد تمام

(عقل بیدار)

مراقبہ ومشاہدہ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مراقبہ کو ایمان کا وہ جوہر بتاتے ہیں جس سے قربِ رحمان حاصل ہوتا ہے۔ان کے نزدیک مراقبہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اور مراقبہ ایک آگ ہے جو شیطانی وساوس کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو۔

مراقبہ میں ہر انسان پر روحانی اسرار منکشف ہوتے ہیں اور وہ اللہ کے نور کا مشاہدہ کرتا ہے۔ جسے یہ دیدار نصیب ہوتا ہے وہ دوبارہ ایک لمحہ کے لئے بھی تجلیاتِ ذات کے مشاہدہ اور دیدار کے بغیر نہیں رہ سکتا خواہ وہ بظاہر لوگوں سے بات چیت ہی کیوں نہ کر رہا ہو۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے محک الفقراء میں مراقبہ کی تین اقسام بیان کی ہیں۔

۱۔ مراقبہ مُبتدی' جس میں استغراق حاصل ہوتا ہے اور انسان کا ضمیر روشن ہو جاتا ہے۔

۲۔ مراقبہ متوسط' جس میں استغراق یہاں تک پہنچتا ہے کہ خارج اور اُس کے عوامل سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

۳۔ مراقبہ منتہی' یہ طالب کو مقام استغراق وحدت تک پہنچاتا ہے۔

مراقبہ میں مختلف مناظر بار بار نظر آتے ہیں جس کی تعبیر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف میں بیان کی ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ ندیوں کا پانی' باغ' حور و

قصور دیکھتے ہیں یا خواب میں نماز پڑھتے ہیں، کعبہ کی زیارت کرتے ہیں، مدینہ منورہ کی زیارت کرتے ہیں، یہ اہل تقویٰ، اہل جنت کا مرتبہ ہے۔ بعض خواب اور مراقبہ میں دریا کے پانی سے کھیلتے ہیں، یہ فقیر کامل اور عارف باللہ کا مرتبہ ہے۔ جو شخص مراقبہ میں جاہ و مال دیکھے اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی بھی دنیا کی محبت میں غرق ہے اور اُس پر ذکر اللہ کا کچھ اثر نہیں ہو رہا۔ اس طرح جو شخص مراقبہ میں اذان دے یا قرآن مجید کی تلاوت کرے یا ذکر و اذکار کرے یا مجلس سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو وہ جان لے کہ ہدایت الٰہی کی وجہ سے اس کا نفس اور قلب اور روح ایک ہو گئے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ صاحب مراقبہ کو چاہئے کہ وہ شیطانی وساوس سے بچے اور کشف و کرامت کا خیال بھی دل میں نہ لائے کیونکہ مراقبہ کے بے حد فوائد ہیں اس سے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کی ارواح سے ملاقات نصیب ہوتی ہے۔ مجلس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری نصیب ہوتی ہے۔ اُسے حق الیقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور مراقبہ والے کی نظر وسیع ہو جاتی ہے اور کائنات کی تمام چیزیں اُس کے مشاہدہ میں ہوتی ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اہل مراقبہ کو تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر مراقبہ میں مشاہدہ نہیں ہے تو وہ مراقبہ نہیں بلکہ شیطانی کھیل ہے۔ اہل حجاب کا ذکر اور مراقبہ بے فائدہ ہوتا ہے کیونکہ اُن کا دل غلیظ ہوتا ہے۔

(جامع الاسرار)

مراقبہ اور اُس کی منازل

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ کی چار منازل بیان کی ہیں جو ذیل ہیں:

۱۔ وہ مراقبہ جو شریعت طاعت و عبادت و مشاہدہ ناسوت ہے اور اس مراقبہ میں طالب جو کچھ دیکھتا ہے وہ مقامِ ناسوت سے ہوتا ہے۔

۲۔ وہ مراقبہ جو ملکوت ہے۔ اس مراقبہ والا طالب صاحب وردو وظائف و طہارت ہوتا ہے اور فرشتوں کی طرح ملکوتی صفت رکھتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے وہ ملکوت سے ہوتا ہے۔

۳۔ وہ مراقبہ ہوتا ہے جو اہل جبروت اور اہل اللہ ہے اور اس مراقبہ والا جس چیز کا بھی مشاہدہ کرتا ہے وہ مقامِ جبروت سے ہوتا ہے۔

۴۔ مراقبہ لاہوت واہل معرفت ہے اور اس مراقبہ والا جس شے کا مشاہدہ کرتا ہے وہ مقامِ لاہوت سے ہوتا ہے۔

باہو را بس بوداں عشق جانی
ساکن لاہوت نظرے لامکانی

تجلی کا ذکر

سرتاج الاولیاء حضرت علی بن عثمان الہجویری المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں:

"تجلی انوارِ حق کی تاثیر ہے جو مقبولانِ بارگاہ کے قلوب پر وارد ہوتی ہے جس سے وہ اس درجہ پر پہنچتے ہیں کہ حق کو دیکھتے ہیں۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تجلی کا مفہوم روشنی ہے اور اسم ذات کے دائمی تصور سے دل پر ہزار ہا تجلیات وارد ہوتی ہیں جن سے دل روشن ہوتا ہے اور یہ روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مجھے اُمت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے درویشوں پر فخر ہے جن کے دلوں پر دن میں ہزار ہا تجلیات کا ظہور ہوتا ہے لیکن اُن کے حوصلے میں ذرا برابر بھی فرق نہیں آتا۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ تجلی کو فقیر کی مرضی کے تابع سمجھتے ہیں کہ جب چاہے اُس پر تجلی نازل ہوتی ہے اور مشاہدات کے ساتھ دل میں ظاہر ہوتی ہے اور ایسے فقیر کو ابوالوقت کہا جاتا ہے۔

تجلی کے انوار دراصل حکمت الٰہیہ کے فیض کے انوار ہوتے ہیں اور یہ بے شمار ہیں۔ انتہائی مقام پر ان کو محدود الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لئے حضرت سلطان

باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گر کنم شرح تجلی را تمام
دفترش گردد رقم از خاص و عام

اگر تجلی سے فقر کی اقتدار فقیر کے روح وقلب میں تقویت پائیں تو اسے تجلی نوری و رحمانی سمجھنا چاہئے اور اگر اس سے بھوک کی آگ بھڑکے اور خلقت کی طرف رجوع بڑھے تو اسے شیطانی تجلی خیال کرنا چاہئے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''تجلی دو طرح کی ہوتی ہے۔ایک تجلی نوری اور دوسری تجلی ناری۔''

تجلی نوری میں نورِ الٰہی کا مشاہدہ ہوتا ہے یا پھر نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یا نورِ قلب یا نورِ ملائکہ کا اظہار ہوتا ہے۔

تجلی ناری میں نفس، حرص وطمع، درجاتِ دنیا، اہل دنیا سے محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

(مجالسۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)

عارفِ حق کی علامت

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عارفِ حق کی علامت یہ ہے کہ وہ تمام دنیاوی اُمور کوترک کر دیتا ہے۔ عارف کی دونشانیاں ہوتی ہیں۔

اول تو اس کی زبان فضول کلام سے بند رہتی ہے۔

دوم یہ کہ ہمیشہ اسرار مع اللہ میں مگن رہتا ہے۔

از مراوات جہاں بگذر بیابی معرفت حق را
فنافی ذات شد عارف نہ یارائے چنیں کس را

''اس جہاں کی نعمتوں کوترک کر دے تا کہ تجھے معرفت حق حاصل ہو جائے کیونکہ اس جہان کی مراد والا عارف حق نہیں ہوسکتا۔''

گر تو عارف و اصلی صاحب نظر
تو ز شہ رگ نزد تر حق رانگر

''اگر تو صاحب نظر واصل ہے تو اللہ تعالیٰ کو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب سمجھ۔''

معراج کی رات

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی فکر سے آزاد سیر و سیاحت میں مصروف رہتے تھے۔ انہی دنوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دو مرتبہ کھیتی باڑی کی غرض سے بیلوں کی جوڑی خریدی اور خود اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے زمین جوتی۔ مگر دونوں مرتبہ ایسا ہوا کہ جب فصل پکنے کے قریب آئی وہ بیلوں کی جوڑی آپ کو چھوڑ کر کسی نہ کسی جانب چلے جاتے جس سے فصل اور بیل دوسرے لوگ لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ کے عزیز و اقارب نے اس کی شکایت آپ سے کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

''فاقے کی رات فقیر کے لئے معراج کی رات ہوتی ہے۔''

نیز فرمایا!

''صبر و شکر یہ ہے کہ فقیر دنیا اور حب دنیا سے صابر شاکر ہو۔''

اعلیٰ درجہ کا فقر

یاد رہے کہ عالم، ولی، ذاکر، عارف، واصل، ابدال، غوث، قطب، درویش، فقر کے ابتدائی مراتب ہیں کیونکہ فقیر تو ان تمام مراتب کو پس پشت ڈال کر وحدانیت الٰہی میں غوطہ زن ہو جاتا ہے۔ یہ تمام مراتب فیض باللہ فقیر کی ایک نگاہ سے ہی حاصل ہو جاتے ہیں۔ فقر کا درجہ صرف وہی جانتا ہے جس نے فقر محمدی ﷺ کو پایا ہو۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اس امر کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

ازاں حرفے بشرف مصطفیٰ است
نوشتہ درد لم سرالہ است

''اس کا ایک ایک حرف مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شرف سے ہے جو میرے دل میں سرِ الٰہی لکھا ہوا ہے۔''

ہر کہ طالب شد محمد یافتہ حق
خاک بوسی اوکند حملہ خلق

''جو طالب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے وہی حق کو پاتا ہے اور تمام خلقت اُس کے پاؤں کا بوسہ لیتی ہے۔''

اعلیٰ درجے کے فقر کی سات اقسام

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ درجے کے فقر کی سات اقسام ہوتی ہیں:

۱۔ اس کا لباس تقلیدی نہیں ہوتا بلکہ توحیدی ہوتا ہے۔

۲۔ اگر مٹھی بھر غلہ بھی اُس کے پاس ہو تو وہ صدقہ کر دیتا ہے۔

۳۔ صاحب نظر ہوتا ہے۔

۴۔ شریعت کا پابند ہوتا ہے۔

۵۔ اگر خود محتاج بھی ہو تو طالبوں کو عطا کرتا ہے۔

۶۔ ثابت قدم اور راست گو ہوتا ہے۔

۷۔ اور اگر کوئی مجلس میں آئے تو الا اللہ کی معرفت اور مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اگر کوئی نہ آئے تو اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح بے نیاز ہوتا ہے۔

ابلیس، نفس اور دنیا کا اتفاق

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی پاداش میں معزول ہوا اور اُس نے اللہ عزوجل سے قیامت تک کے لئے مہلت مانگی تو اُس نے نفس اور دنیا سے مل کر اتفاق کیا اور ایک دوسرے کی بیعت کی کہ بنی آدم کو ہلاکت میں ڈالیں گے۔

ابلیس نے کہا کہ میں انہیں اطاعت سے معصیت کی طرف اور عبادت سے چھڑا کر گناہ کی طرف لے جاؤں گا۔

نفس نے کہا کہ میں انہیں شہوت کی ہوا سے دیوانہ کر دوں گا اور انہیں ان کی خواہشات سے تباہ و برباد کر دوں گا۔

دنیا نے کہا کہ میں خود کو سجا سنوار کر ان کے سامنے پیش کروں گی اور انہیں اپنی طرف مائل کر کے حرص میں مبتلا کر دوں گی اور اس طرح ان کی ہلاکت کا سامان کروں گی۔

پس اللہ تعالیٰ کے طالب کو چاہئے کہ ان تینوں کو پہچانے اور ان کے ناشائستہ حرکات اور افعال سے مجتنب رہے اور جب یہ تینوں وجود میں پائے جائیں۔ توفیق الٰہی، علم شریعت، طریقت و معرفت۔ ذکر اللہ، فنا فی اللہ، امر بالمعروف، توکل، حیا، صبر و استقلال، خوف و رجا، عشق و محبت، توحید و تجرید و تفرید کی طرح اپنا رخ کرے یہ تینوں دشمن دفع ہو جائیں گے اور باوجود اس کے توفیق الٰہی پر ہر دم نظر رکھے اور کسی حال میں اسے نہ بھولے۔ کیونکہ اگر کسی کو اطاعت و ریاضت و پارسائی کا حق حاصل ہو تو یہ بات سب سے زیادہ ابلیس کو حاصل ہوئی۔ مگر تکبر نے اس کی طرف رخ کیا اور اس کے سبب سے وہ راندہ درگاہ ہوا۔

اگر کسی کو علم وفضل کا حق حاصل ہوتو یہ مرتبہ بلعم باعور کو بھی حاصل تھا کہ اس کی مسجد میں بارہ ہزار دواتیں موجود تھیں لیکن اس نے دریائے نیل میں غوطہ کھا کر اپنی جان دے دی اور اگر کسی کو جہالت نے گھیرا ہے تو ابوجہل اس میں کامل نکلا۔

پس یہ تمام باتیں بے اصل ہیں۔ اصل چیز محبت الٰہی میں خلوص واخلاص ہے۔ دیکھو اصحاب کہف کے کتے کو اس کے اخلاص نے جانوروں کے مرتبہ سے انسانوں میں داخل کیا۔

سگے اصحاب کہف روزے چند
پے نیکاں گرفت مردم شد

''اصحاب کہف کا کتا چند روز انسانوں کے ہمراہ رہنے اور نیک لوگوں کا ساتھ دینے سے آدمی ہو گیا۔''

علم کی اقسام

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم کی دو اقسام ہیں:

۱۔ علم معاملہ

۲۔ علم مکاشفہ

علم معاملہ، علم مکاشفہ میں ہی داخل ہے کیونکہ اسم ذات اللہ کے تصور سے جب حجاب اُٹھتا ہے تو قطب الاقطاب بن جاتا ہے اور ظاہری علوم و باطنی علوم میں سے ہر ایک میں عبور حاصل ہوتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور اگر میری (اللہ کی) حمد وثناء بیان کرنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں اور درخت قلم تو یہ بھی حمد وثناء بیان کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔''

اسم اللہ ذات کے تصور کی مشق سے نفس پاکیزہ دل صاف اور روح چمکدار ہو جاتی ہے اور تجلی سر حاصل ہوتی ہے جو شخص اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کا قالب قلب کا لباس، قلب روح کا لباس اور روح سر کا لباس پہنتی ہے۔ جب یہ سب ایک ہو جاتے ہیں تو وجود میں سے بری صفات نکل جاتی ہیں۔ ظاہری حواس خمسہ بند ہو جاتے ہیں اور باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔ بعد ازاں ونفخت فیہ من روحی اور اس میں میں نے اپنی روح پھونک دی کا علم حاصل ہوتا ہے۔ پہلے پہل آدم علیہ السلام کے وجود میں روح داخل ہوئی اور داخل ہوتے ہی اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو بندہ اور پروردگار کے درمیان کوئی پردہ نہیں رہا۔ اگر قیامت

تک بھی کوئی پردہ نہ رہا اگر قیام تک بھی کوئی پردہ ان کے درمیان رہے تو بھی اسم اللہ کی کنہ کو نہ پہنچ سکے گا۔

ہر چہ خوانی از اسم اللہ بخواں
اسم اللہ باتو ماں جاداں

''جو کچھ تو پڑھنا چاہتا ہے اسم اللہ سے پڑھ اسم اللہ تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گا جو فقیر ظاہری علم سے دوستی نہیں رکھتا اور باطن میں سے مجلس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں جگہ نہیں ملتی وہ خارج ہے۔''

چوں نہ من ماند نہ نام من وجود
غرق وحدت اسم اللہ سے ربود

''جب میرے وجود سے میں نکل جاتی ہے تو اسم اللہ مجھے وحدت میں غرق کر دیتا ہے۔''

تصورِ اسمِ ذات کی برکت

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اسم ذات کی جلوہ نمائی یوں بیان فرماتے ہیں:

تن من دا میں شہر بنایا دل وچ خاص محلّہ ھو
آں الف دل وسوں کیتی میری خاص ہوئی تسلّہ ھو
سب کجھ مینوں پیا سنیوے جو بولے سو اللہ ھو
دردمنداں ایہہ رمز پچھاتی باھو بے درداں سر کھلّہ ھو

''میں نے تن اور من یعنی جسم اور دل کو ایک شہر بنایا ہے جس میں دل کا ایک خاص محلّہ ہے۔ اسم اللہ الف نے میرے دل میں آ کر اس کے محلے کو آباد کیا ہے جس سے میرے دل کو سکون ہو گیا اور ذکر اسم اللہ سے دلوں کو اطمینان وسکون ملتا ہے اور مجھے جہاں کہیں بھی کوئی کچھ سنائی دیتا ہے وہ اسم ذات اللہ کی آواز ہی ہوتی ہے جو کہ بے دردوں کی رمز ہے۔''

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانِ عالی شان ہے:

''میں تیس سال تک اللہ تعالیٰ سے ہم کلام رہا ہوں' لوگ سمجھتے رہے کہ ان کے ساتھ ہم کلام ہوں۔''

تصوراسم ذات اللہ کی برکت سے فقیر کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ہم کلام رہتا ہے لیکن تمام مخلوقات انس وجن' ملائکہ وارواح سمجھتی ہیں کہ فقیر اُن کے ساتھ ہم کلام ہے اور یہ توحید کا ایک اعلیٰ مرتبہ ہے جہاں پر تمام کائنات اور مخلوق کے

احوال' اعمال ظہور پذیر نظر آتے ہیں اور یہ رمز اور بھید اللہ تعالیٰ اپنے سچے عاشقوں اور عارفوں کے دلوں پر ہی ظاہر فرماتا ہے۔ بقول مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ:

بر زباں تسبیح و درِ دل گاوَ خر
ایں چنیں تسبیح کے وارد اثر

ذکر خفیہ کی علامت حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

ذکر خفیہ ومبدم شد حق رفیق
غوطہ خور دن راز رحمت حق غریق

''خفیہ ذکر والا خدا کا رفیق کا رہوتا ہے اور وہ رازِ رحمت میں غوطہ لگا کر غرق ہو چکا ہوتا ہے۔''

ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

اہل ذکرش عرابود نفس فنا
لذتش وحدت بیا بدل صفا

''ذاکروں کو فنائے نفس حاصل ہوتی ہے اور پھر وحدت سے لذت حاصل ہوتی ہے اور اُس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔''

نفس کی کارستانیاں

یہ ایک ضروری امر ہے کہ علم حاصل کرنا آدمی کے لئے فرض نہیں بلکہ سنت اور مستحب ہے۔ اصل چیز تو اللہ عزوجل سے ڈرنا' گناہوں کو چھوڑنا' حسد و تکبر' طمع و لالچ کو ترک کر دینا ہے۔ وہ لوگ جو علم سے آراستہ تو ہیں مگر اُن کا نفس دنیاوی اشیاء میں مشغول ہے اور دنیا کی طلب اُن کے اندر زیادہ ہے۔ ایسے لوگ جب دوسروں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں تو اس کا کچھ اثر اُن لوگوں پر نہیں ہوتا۔ اسی لئے ارشادِ باری تعالیٰ بھی ہے:

''اور تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم تو دیتے ہو مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔''

ایک اور جگہ فرمانِ الٰہی ہوتا ہے:

''جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا تو یقیناً اُس کا ٹھکانا جنت ہے۔''

ابلیس نے کہا عبادت کی ندا آئی میں نے لعنت کی اور حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی میں نے خطا کی ندا آئی میں نے بخشدی عبادت کبر و غرور کے ساتھ بدتر ہے اور مصیبت عذر کے ساتھ بہتر ہے اور جو شخص کہ اپنی خودی میں رہتا ہے وہ منزل مقصود کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

نفس دانی چیست کا فرود وجود
دوست دارو نفس را کافر یہود

''معلوم ہے کہ نفس کیا چیز ہے تیرے وجود میں یہ ایک کافر گھسا ہوا

ہے نفس کو کافر اور یہود دوست رکھتے ہیں پس نفس سے خبردار رہنا
چاہیے مبادا اس کی مصیبت میں گرفتار ہو جائے۔"

تجھے نفس کفر شعار سے کام پڑا ہے کیونکہ وہ میرے مار ڈالنے کے لئے بے شبہ سانپ ہے اگر تیری آستین میں سانپ بیٹھ جائے تو نفس بدتر سے بہتر ہے کہ تیرا ہم نشین ہے۔ پس نفس ایک بری بلا ہے اور حرص و ہوا اس کو لازم ہے کہ جب تک حرص ہوس موجود ہے خدائے تعالیٰ سے واصل ہونا ناممکن ہے اس لئے اسے مطلق چھوڑ دینا چاہیے۔ ورنہ دام دنیا میں پھنسا دے گا۔ جو چیز پرندوں کی جان لیتی ہے وہ دانوں کی حرص ہے وہ حرص میں دیوانہ ہو کر دانوں پر جال نہیں دیکھ سکتا طمع گویا جال اور دنیا دانہ ہے اور اہل حرص طالب دنیا اور اس کا دیوانہ ہے جال کے پھندے میں وہی آئے گا جو احمق اور بے عقل ہوگا جس شخص کو خدا تعالیٰ اپنے قرب کے لئے پسند کرتا ہے اسے بے طمع اور بے نیاز بنا دیتا ہے پس چاہیے کہ حرص و ہوس کو چھوڑ کر اپنے نفس پر محاسبہ کرنا ہے تا کہ عمر گزشتہ کی مکافات عمل بھی ہو سکے۔

حضرت امام ابو اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک روز اپنے نفس پر محاسبہ کر رہے تھے اور اس سے کہہ رہے تھے کہ اے نفس تیری عمر ساٹھ برس کی ہوئی اور جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تمام دنوں کا حساب کیا تو ایک آہ نکالی اور بے ہوش ہو گئے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ہوش میں آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین نے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کس سبب سے بے ہوش ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا تھا کہ تیری عمر ساٹھ برس کی ہو گئی ہے اور تجھے بلوغت سے پہلے کی مہلت دی ہے پھر میں نے تمام دنوں کا حساب لگایا اور اس سے پوچھا کہ تو نے ہر روز بیس گناہ کئے ہونگے اس نے کہا نہیں میں نے کہا دس گناہ کئے ہونگے اس نے کہا نہیں میں نے کہا ایک گناہ کیا ہوگا اس پر اس نے اقرار کیا تو میں نے اس سے کہا کہ اے نفس! اگر تو ہر گناہ کے بدلے ایک ایک کنکر رکھتا تو پہاڑ ہو جاتا اور ہر گناہ کے بدلے ایک ایک مشت خاک رکھتا تو ایک انبار ہو جاتا اے نفس! تو نے باوجود خوف آخرت کے اتنے گناہ کیوں کئے؟ تو نے اس پر نگاہ کیوں نہ رکھی۔ بے چارہ آدم زادہ اتنے گناہوں سے

کس طرح خلاصی پائے گا۔ ابلیس کو ایک گناہ کے سبب لعنت کا طوق ملا اور ابلیس نام ہو کر سارے جہاں میں مشہور اور ہمیشہ کے لئے راندہ درگار ہوا۔ پس معلوم ہوا کہ جس شخص کا نفس ضعیف ہے اس کا دین قوی ہے اور جس نے اپنے نفس کو قید رکھا ہے اس نے شیطان کو باندھ رکھا ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

نفس پلید برتن جامہ پاک چہ سود

در دل ہمہ شرک است سجدہ بر خاک چہ سود

جو لوگ اپنے نفس کو خوش رکھتے ہیں وہ شیطان کی پیروی کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور تمام لوگوں کے دشمن ہیں۔ کیونکہ نفس و شیطان آپس میں موافق ہیں اور دونوں کافر ہیں اور جس نے اپنے نفس کو قید رکھا ہے شیطان اس سے دور ہے۔ مثلاً کسی مکان میں دو چور آئیں اور ان میں سے ایک گرفتار ہو جائے اور دوسرا بھاگ جائے تو وہ بھاگا ہوا گرفتار کے پاس کبھی بھی نہیں آئے گا اور اس کے پاس آنے میں اپنا ضرر جانے گا اسی طرح جس کا نفس قید نہیں وہ شخص شیطان کے قریب اور رحمٰن سے دور ہے۔

نفس اور شیطان کی ایک مثال یوں سمجھ لو کہ نفس بادشاہ ہے اور شیطان وزیر۔ جب بادشاہ نظر بند ہوتا ہے تو وزیر اس سے جدا ہوتا ہے۔ پس اپنے نفس کو قید نہ رکھنا خلاف عقل اور دانش ہے۔ کیونکہ جو شخص اپنے نفس کو قید رکھتا ہے وہ شیطان کے ضرر سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ جس طرح ایک مکان میں چڑیا اور شکرہ دونوں موجود ہوں اور شکرہ بندھا ہوا ہو تو چڑیا کو شکرہ سے کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ یہی مثال نفس و شیطان کی ہے۔ پس نفس امارہ کا یہ حال ہے اور شریعت اسی کی مہر کوبی کے لئے ہے اور خدا تعالیٰ نے نفس کو دشمن قرار دیا ہے۔ اے خداوند ہمیں وہ آنکھیں دے کہ جس سے ہم اپنے دشمن کو دیکھیں اور اسے قتل کر دے۔

دوسرا نفس لوامہ ہے اور اسے زیر کرنے کے لئے طریقت ہے کہ ذائقہ اور لذات نفسانی اور حرص وہوس چھوڑ کر اسے پامال کرے۔

تیسرا نفس ملہمہ ہے۔ اسے زیر کرنے کے لئے طریقت ہے کہ یہاں اسے عشق

ذکر اللہ تعالیٰ کی آگ سے موم کی طرح پگھلائے۔ یہاں تک کہ مرنے سے پہلے مر جاؤ یعنی نفس کو مار دو تا کہ ہمیشگی کی زندگی حاصل ہو کر مقصد پورا ہو جائے۔

چوتھا نفس مطمئنہ ہے جو معرفت سے حاصل ہوتا ہے اور محرم اسرار مجلس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے اور ماسوائے اللہ تعالیٰ سے مستغنی ہو کر تیری بخشش چاہنے۔ اے ہمارے رب! اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے کا مصداق ہوتا ہے اور نفس مطمئنہ سے بیداری اور مشاہدہ فقیری فنافی اللہ حاصل ہوتا ہے۔ پس فقیر کو ہر روز درگاہ الٰہی میں ترقی کرنی چاہیئے اور ذکر اللہ تعالیٰ میں ہر دم اسے جانسوز رہان چاہئے۔ نہ ورم اندوز اور چاہئے کہ نفس کی حقیقت سے آگاہ رہے۔ کیونکہ نفس مثل آدمی کے ہے اور شیطان مثل دم کے ہے۔ جس طرح سانس اندر باہر آتی جاتی ہے مگر جب آدمی مر جاتا ہے تو اس سے سانس نکلتا ہے اور صاحب نفس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ نفس کی زندگی سے اس کا مرنا بہتر ہے کیونکہ نفس کے مرنے سے دل زندہ ہوتا ہے اور اس میں روشنی پیدا ہوتی ہے اور معرفت دل کی روشنی سے پیدا ہوتی ہے اگر دل تاریک ہوا تو کچھ بھی نہیں۔ جس طرح نابینا کتنی ہی کوشش کرے۔ سڑک پر نہیں چل سکتا اور خار و تار، کنواں، گڑھا، نشیب و فراز کچھ بھی اس کے سامنے آئے وہ نہیں جان سکتا کہ میرے آگے کیا چیز ہے۔ یہی حال تاریک دل کا ہے اور جو شخص نفس کو قید کرتا ہے رضائے الٰہی حاصل کرتا ہے اور جو نفس کو قید نہیں کرتا وہ شیطان کو راضی کرتا ہے اور جس طرح قاضی کی ایک توجہ ہزار گواہوں پر سبقت رکھتی ہے اسی طرح ہدایت اور رحمت الٰہی ہزار زہد و تقویٰ پر غالب رہتی ہے اللہ بس ماسوائے باقی ہوس۔ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نہایت تو مرا بس بود نہ علم و عمل

کہ یک رعایت قاضی نہ از ہزار گواہ

''تیری عنایت میرے لئے علم و عمل سے زیادہ کافی ہے جس طرح قاضی کی ایک رعایت ہزار گواہوں سے بہتر ہے۔''

عالم اور فقیر کا فرق

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء میں کثرتِ مطالعہ سے جلالیت پیدا ہو جاتی ہے اور فقیر کو ذکر اسم ذاتِ الٰہی سے معرفت الٰہی کا نور حاصل ہوتا ہے۔ اُس کی باطن کی بینائی تیز ہو جاتی ہے۔ جو شخص غیض وغضب کی حالت کو چھوڑ دیتا ہے وہ نورِ الٰہی کو پا لیتا ہے۔ علماء لوگ صرف کتابیں پڑھ کر اُن کا بیان کرتے ہیں جبکہ فقیر ذاتِ الٰہی میں غرق ہو کر عشق حقیقی کی منازل طے کرتا ہے اور اُس پر اسم ذات اللہ کے تمام راز منکشف ہوتے ہیں اور ایک دائمی نعمت اُس کے ہاتھ آجاتی ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اس کا اظہار اپنے اس شعر میں فرماتے ہیں:

پڑھ پڑھ علم کتاباں والا سارے عالم ہو گئے ھو
عشق کا مطلب جانیں نئیں لوگ بڑے بے چارے ھو

''یعنی جو علم صرف کتابی ہے اُس کو پڑھ کر سارے عالم تو ہو گئے ہیں
لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ اصل عشق کیا ہے؟''

حقیقی مرشد کون؟

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقی مرشد وہ ہوتا ہے جو مقامِ معرفت تک پہنچائے اور پھر مقامِ معرفت سے نورِ توحید میں غرق کر دے۔ کامل اور حقیقی مرشد مشرق سے مغرب تک تمام جہان اور تمام انسانوں کو باطنی تصور و تصرف میں لا کر مجلس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا کر سرفراز کراتا ہے اور اس قسم کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے افضل ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک کامل اور حقیقی مرشد کی راہنمائی میں ممکن ہوتا ہے کیونکہ صاحب غرق کے نزدیک وصل بھی خام خیالی ہے۔ اس لئے جستجو حق کی تلاش کے لئے مرشد کی بارگاہ میں اخلاص سے جائے۔

مرد مرشد میر ساند باتمام
مرشد نامرد ناقص ہست خام

''مرد مرشد صحیح سلامت انتہائی مرتبہ تک پہنچاتا ہے اور نامرد مرشد ناقص اور خام ہوتا ہے۔''

صاحب شریعت شیخ یا مرشد کی تعریف یہ ہے کہ وہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ رکھتا ہے اور دل کو زندہ کر کے نفس کی سرکشی کو مٹا دیتا ہے۔

کامل مرشد کی توجہ

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کامل مرشد پہلے طالب کے وجود پر نگاہ کرتا ہے تاکہ اُس کا وجود مضبوط ہو کر اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لائق اور اُس کے نور کے مشاہدے کے قابل ہو جائے۔ حق کا بوجھ اُٹھا سکے اور نفس کی کارستانیوں سے محفوظ ہو جائے:

طالب دنیا بود از سر ہوا
طالب عقبیٰ بود با عیش و جاہ

''دنیا کا طالب حرص و ہوا میں گرفتار ہوتا ہے اور عاقبت کا طالب عیش وعشرت اور جاہ وجلال میں ہوتا ہے۔''

کامل مرشد کی توجہ سے جاہل عالم اور عالم معرفت الٰہی میں غرق ہو جاتے ہیں اور یہی کامل مرشد کا انتہائی درجہ ہے۔

مرشدے حاضر دے طالب کجا است
درمیداں ایتادہ اندر رہبر خداست

''مرشد تو ہیں لیکن طالب بہت کم ہے۔ مرشد تو میدان میں راہِ خدا دکھانے کے لئے موجود ہیں لیکن کوئی طالب ہی نہیں ملتا۔''

مرشد کامل سلوک کی منازل سے واقف ہوتا ہے۔ وہ طالب کو پہلے ہی دن حضوری قلب میں مبتلا کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول بنا دیتا ہے۔

مرشد کامل کی صحبت میں معرفت الٰہی کی دائمی نعمت حاصل ہوتی ہے اور وہ طالب

حق کو معرفت کے دریا میں ایسا غوطہ زن کرتا ہے کہ وہ اس سے لذت حاصل کرتا ہے اور جب وہ اس سے واپس آتا ہے تو اپنی ہستی کو مٹا چکا ہوتا ہے۔ یہ نعمت الٰہی ہے جو طالب حق کے لئے ایک انعام سے کم نہیں ہے۔

وگردیگرد خویش مانند حباب
تاواگردی زخویش دریا گردی

''اگر تو بلبلے کی مانند اپنی ہستی کو کھودے گا تو دریا ہو جائے گا۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل میرے مرشد حضور غوث الاعظم حضرت محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہونا چاہئے جو ہزار ہا مریدوں پر ایک ہی نگاہ ڈالتے تو وہ الا اللہ کی معرفت میں غرق ہو جاتے۔

باہو شد مریدش از غلاہان بارگاہ
فیض فضلش میدہاند ازالہ

''باہو! اُس بارگاہ کے غلاموں کا مرید ہوا جس نے اللہ تعالیٰ سے اُسے فیض اور فضل دلوادیا۔''

تصوفِ باہو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صوفیہ کرام کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو اپنے عقائد میں اتباعِ قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اولین درجہ دیتے ہیں۔ آپ کسی قول وفعل کے قائل نہیں تھے جن سے شرعِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ آپ نے مسائل تصوف کو صوفیانہ رنگ میں پیش کیا ہے اور ہر دعویٰ کے لئے قرآن مجید اور صحیح احادیث مبارکہ سے دلائل پیش کئے ہیں۔ آپ کی تمام تصانیف میں کسی نہ کسی رنگ میں تصوف وفقر کا عنصر غالب ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو سلطان العارفین کا مقام بھی حاصل ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقت کو پہچاننے کے دو طریقے ہیں۔ ایک کسبی اور دوسرا وہبی۔

کسبی طریقہ عقل اور علم کا راستہ اپناتا ہے اور وہبی ذریعہ حقیقت تک پہنچتا ہے۔ ان دونوں میں نمایاں فرق یہ ہے کہ اول الذکر طریق میں شک وشبہ کی گنجائش رہتی ہے اور حقیقت تک پہنچنے سے قاصر ہے جبکہ مؤخر الذکر طریقہ تمام قیود وحدود سے بالاتر ہو کر حقیقت تک پہنچ جاتا ہے۔ عالم علم اور عقل کو مشعل راہ بناتا ہے جبکہ صوفی عشق حقیقی کے طالب ہوتے ہیں۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے قائل ہیں اور آپ علم کے بغیر فقیری کو ضرر رساں تصور کرتے ہیں۔ آپ کے خیال کے مطابق اس طرح ہزاروں سال کی عبادت سے غفلت دور نہیں ہوئی اور انسان خدا سے بیگانہ رہتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے علم کو بیکار اور لغو قرار دیا ہے جس کے نتیجہ میں محبت الٰہی حاصل نہ ہو۔ آپ کا قول ہے کہ عشق کے بغیر نہ علم کا فائدہ ہے نہ عبادت کا۔ عشق کے ساتھ ذکر و فکر بہت ضروری ہے۔

ھو دا جامہ پہن کریندے اسم کماون ذاتی
نہ اُتھ کفر اسلام دی منزل نہ اُتھ موت حیاتی
شاہ رگ تھیں نزدیک لدھوسے پادل اندر جھاتی
اساں اونہاں وچہ اوہ اساں وچ دور رہے قربانی

''ذکر ''ھو'' کا لباس پہن کر اسم ذات کو حاصل کروں جہاں پر نہ کوئی کفر ہے نہ کوئی منزل اور نہ ہی زندگی اور موت موجود ہے۔ یہ سب کچھ شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے اپنے اندر جھانک کر تو ہم اُس کے اندر موجود ہیں اور وہ ہمارے اندر موجود ہے تو پھر کس چیز کی قربانی دیتے ہیں۔''

دنیا کی حقیقت

دنیا کی دو اقسام ہیں:

۱۔ حلال

۲۔ حرام

حلال کو حساب اور حرام کو عذاب لازم ہے۔

اہل دنیا کے تین نشان ہیں۔

۱۔ حرص جو بمنزلہ دوزخ کی آگ کے ہے۔

۲۔ مال و زر کا جمع ہونا' گویا دوزخ کا ایندھن ہے اور مال و زر کا جمع کرنے والا اس سے محروم رہتا ہے اور دوسرے لوگوں کا یا زمین کا حصہ ہوتا ہے۔

۳۔ مال و زر کی وجہ سے رنج و حسرت اُٹھانا جو مرنے کے بعد قبر میں سانپ' بچھو بن کر ڈسے گا۔

دنیا شیطان کا متاع ہے جو شخص شیطان کو چاہتا ہے اس سے شیطان کہتا ہے کہ اپنا دین و ایمان مجھ کو دے دے میں تجھے دنیا کا متاع دے دیتا ہوں۔ اہل دنیا بے وقوف ہیں کہ شب و روز مال و دولت اُن کی تسبیح ہوتی ہے۔ وہ لوگ دنیا ہی کو اپنا اصل مقصود جانتے ہیں۔ مگر جو راہِ حق پر چلنے والے ہوتے ہیں اُن کے لئے دنیا کی لذت کچھ معنی نہیں رکھتی اور وہ اسے اپنے اوپر حرام سمجھتے ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی مثال ایک بے حیا اور بے وفا عورت کی طرح دیتے ہیں:

زن ساجدہ یا ذاکرہ یا صاحب سجود
از زناں بہ پرہیز باشی نیست سود
باہو گرچہ دنیا زر نقش و نگار است
ہمچو زیبا در چنانچہ پوست مار است

''عورت نیک ہو یا ذکر کرنے والی یا ہمیشہ سجدے میں رہنے والی لیکن اس سے پرہیز ضروری ہے ورنہ تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ باہو! دنیا ایک سجی ہوئی چیز ہے جس کی سجاوٹ اصل میں زہر کی طرح مارتی ہے۔''

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ دنیا کو دریا سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دنیا کی مثال دریا کی مانند ہے اور اہل دنیا کی مثال مچھلی کی سی ہے۔ اہل علم اس میں مرغابی کی مانند ہیں جو ہمیشہ پانی میں تیرتی رہتی ہے لیکن اس سے سیراب نہیں ہوتی اور فقیر کی مثال بگلے کی سی ہے کہ وہ دریا کے کنارے کھڑا رہتا ہے اور اپنی خوراک دریا میں سے نکال کر کھاتا ہے وہ دریا میں گھستا ہی نہیں ہے اس لئے اُس کے غرق ہونے کی کوئی اُمید نہیں ہوتی۔''

سچے عاشق کی پہچان

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں جا بجا سچے عاشق کی پہچان اور حقیقت بیان کی گئی ہے کہ سچا عاشق وہ ہوتا ہے جب وہ عشق کی آگ میں بھڑکتا ہے تو پھر اس سے منہ نہیں موڑتا خواہ سینکڑوں تلواروں سے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشق کو اپنا دل پہاڑ کی مانند مضبوط رکھ کر عشق کی راہ میں چلنا پڑتا ہے اور اس کے لئے اُسے لوگوں کے طعنے بھی سہنے پڑیں تو وہ برداشت کرتا ہے۔ یہی وہ عشق ہے جس کے راز کو بیان کرنے کی وجہ سے منصور بن حلاج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سولی پر چڑھنا پڑھا تھا۔ عاشق کی اصل کیفیت آپ یوں بیان فرماتے ہیں:

ع عشق دی بھاہ ہڈاں دا بالن عاشق بہہ سکیندے ھو
گھت کے جان جگر وچ آرہ ویکھ کباب تلیندے ھو
سرگردان پھرن ہر ویلے خون جگر دا پیندے ھو
ہوئے ہزاروں عاشق باہو پر عشق نصیب کہیندے ھو

''عشق کی آگ تو عاشقوں کی ہڈیوں کے لئے ایندھن کا باعث ہوتی ہے جسے وہ سینکتا رہتا ہے اور دل اس میں جل کر کباب بن جاتا ہے جسے وہ بعد میں مزے لے کر کھاتا ہے ابھی تو وہ در بدر گھومتے پھرتے ہیں اور ہر وقت خون جگر پیتے ہیں۔ اے باہو! ایسے تو ہزاروں عاشق گزرے ہیں لیکن عشق کی دولت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ' حضرت حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے اپنے عشق کا

اظہار یوں فرماتے ہیں!

ع عشق سو ای حقیقی جیہڑا قتل معشوق دے منّے ھو
عشق نہ چھوڑے منہ نہ موڑے توڑے سے تلواروں کھنّے ھو
جدوں ویکھے راز ماہی دے لگے اوسے بنّے ھو
سچا عشق حسینؓ علیؓ دا باہو سر دیوے راز نہ بھنّے ھو

''سچا عاشق وہ ہوتا ہے جو معشوق سے اپنے آپ کو قتل کرانے میں عار محسوس نہ کرے اور جب اُس کے سینے میں عشق کی آگ بھڑک اُٹھے تو وہ اس سے منہ نہیں موڑتا چاہے سینکڑوں تلواروں سے اُس کے ٹکڑے ہو جائیں۔ جو محبوب کے راز کو جان گیا وہی کامیاب ہو گیا۔ سچا عاشق تو وہی ہے جو حسین رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے اور اگر اُسے اپنا سر بھی دینا پڑے تو پھر وہ راز ظاہر نہیں کرتا ہے۔''

قبور سے فیض یابی

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ قبور سے فیض یابی کے شدت سے قائل ہیں اور سلوک میں اسے انتہائی اہم خیال کرتے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریروں میں اس بات کی جابجا عکاسی ہوتی ہے کہ اہل قبر کی ہم نشینی زندہ اولیاء کی صحبت و ہم نشینی کے برابر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''چالیس بار ریاضت اور چلوں سے کسی ولی اللہ کی قبر پر کسی صاحب اجازت کے حکم سے دعوت پڑھنا بہتر ہے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ قبور پر دعوت کا پڑھنا اس لئے ضروری فرماتے ہیں کہ اُن کے نزدیک ولی اللہ کی قبر شمشیر برہنہ ہوتی ہے۔ جس طرح زندگی میں تلوار نیام میں ہوتی ہے وہ بھی نفسانی جسم میں ہوتے ہیں۔ حالت ممات میں وہ تلوار بالکل ننگی ہو جاتی ہے اور پہلے کی نسبت زیادہ کام کرتی ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دعوت پڑھنے والا ولی اللہ ہو۔ اسم اللہ ذات کے تصور کا عامل ہو یا صاحب توجہ ہو اور اگر کچھ نہیں تو طالب صادق ضرور ہو۔ جس قدر بلند مرتبہ ہوگا اُسی قدر دعوت کا اثر زیادہ ہوگا۔ اگر طالب قبر پر آنے سے خوف کرے تو جاننا چاہئے کہ وہ طالب ناقص ہے اور اُسے عشق سے زیادہ اپنی جان سے محبت ہے۔ دعوت پڑھنے کے لئے مرشد کی اجازت بہت ضروری ہے کیونکہ اگر مرشد کی توجہ شامل حال ہوگی تو مقصد حاصل ہوگا ورنہ محروم رہے گا۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ صاحب ولی کی قبر پر دعوت

پڑھنے کے بے شمار فوائد ہیں کیونکہ اس سے بڑے بڑے اسراروں سے پردے اُٹھتے ہیں' ماضی وحال ومستقبل کے حالات معلوم ہوتے ہیں اور ہر قسم کی مطلب برآوری ہوتی ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اس موضوع کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ طالب فیض کی شخصیت میں عشق ایک فعال قوت کی شکل میں موجود ہونا چاہئے اور جب وہ کسی ولی اللہ کی قبر پر حاضر ہو تو اُس کے دل میں شوق کی شدت ہونا ضروری ہے ورنہ اُس کا روحانی رابطہ ممکن نہیں اور جب کوئی متلاشی اس طرح تیار ہو کر قبر پر جا کر نغمہ عشق چھیڑتا ہے تو مردِ خدا کی قبر زندہ ہو جاتی ہے اور زندہ ولی کی طرف زائر کے روح وقلب کو نور و حضور سے معمور کر دیتا ہے۔

اولیاء را قبر جنت خانہ
ہر کہ محرم نیست زداں بیگانہ
از قبر بیروں برآید اولیاء
ہم نشین با تو شد بہر از خدا

(عقل بیدار)

سماع اور حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

سماع کا مسئلہ صوفیاء میں متنازعہ فعل ہے۔اس مسئلہ پر اتفاقِ رائے نہیں ہو سکا۔ آج کل کے دور میں جس طرح کا سماع رائج ہے یعنی آلاتِ موسیقی اور آہنگ کے ساتھ قوالی یا شاعرانہ کلام بعض نے اس کو بالکل حرام قرار دیا ہے اور بعض کے نزدیک یہ حلال ہے۔

سرتاج الاولیاء حضرت علی بن عثمان الجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سماع کے لئے حکم علیحدہ علیحدہ احوال پر مشتمل ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں سماع کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں علی بن عثمان جلابی کہتا ہوں کہ مجھے یہ پسند ہے کہ مبتدیوں کو سماع میں نہ چھوڑیں تاکہ اُن کی طبع پریشان نہ ہو کیونکہ اس میں بڑے خطرات ہیں اور جاہل صوفیوں نے اس کو اپنا مذہب بنا رکھا ہے۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بھی آلاتِ موسیقی کی آوازوں کے خلاف ہیں لیکن اس سے ہٹ کر وہ سماع کو ایک لطیف شے قرار دیتے ہیں جس سے روح وجد میں آجائے اور اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

"جو نیک سرود ہے وہ انسان کو نیکی طرف لے جاتا ہے اور جو مردود ہے وہ انسان کو مردودیت کی طرف پہنچاتا ہے۔"

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"سرود عارفوں کے لئے حالت، مجنوں کے لئے طعام، عاشقوں کے

لئے وسیلہ اور واصلین کے لئے بمنزلہ شوق کے ہے۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سرود کا سننا بعض احوال میں فرض اور بعض احوال میں سنت اور بعض احوال میں بدعت ہے چنانچہ واصل حق کے لئے فرض، طالبوں کے لئے سنت اور عارفوں کے لئے بدعت ہے۔

آن سرودے را کہ شنوند عاشقاں
عاشقانے کے بود اندر جہاں
راگ تیغ قاتل است سر پیش نہ
گر تو عاشق واصلی سر راہ بدہ

(عقلِ بیدار)

مذاہب عالم اور حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

مذہباں دے دروازے اُچے راہ ربا نہ موری ھو
پنڈت تے ملانے کولوں چھپ چھپ لنگھیے چوری ھو
اڈیاں مارن کرن بکھیڑے دردمنداں دے کھوری ھو
باہو چل اُتھا وسیے جتھے دعویٰ ہے کس ہوری ھو

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مذاہب عالم کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مذاہب کے دروازے بہت اونچے ہوتے ہیں اور ان کے مباحث بے حد طویل ہوتے ہیں لیکن ان کے مقابلے میں اللہ عزوجل کا راستہ بہت مختصر اور آسان ہے اور اس موضوع پر بحث ومباحثہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ دین کے ٹھیکیدار مولویوں، راہبوں، پنڈتوں اور دین کے ٹھیکیداروں نے مذہب میں بحث ومباحثہ کر کے اس کو اس قدر تاریک اور خراب کر دیا ہے کہ بندے کو ان سے اپنے آپ کو بچانا بہت مشکل ہو گیا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذاہب کے دروازے بہت اونچے ہو گئے ہیں اور ان کا مرکز اور روح اللہ عزوجل سے ہٹ کر بہت دور چلا گیا ہے حالانکہ اللہ عزوجل تک رسائی بے حد آسان ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا دروازہ بہت اونچا نہیں ہے اور یہ ایک ایسا راستہ ہے جس میں صرف فلاح ہی فلاح ہے۔

حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں یوں فرماتے ہیں:

پڑھ پڑھ کر نفل نماز گزاریں
اچیاں بانگاں چانگاں ماریں

منبر تے چڑھ وعظ پکاریں
کیتا تینوں حرص خوار

اعلیٰ حضرت علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دین کا مقصد مبین تو انسان کو عملی زندگی گزارنے کا ڈھنگ سکھانا ہے اور انسانوں کی بھلائی اور تکالیف کو دور کرنے کی تربیت دینا ہے لیکن ان مذاہب کے ٹھیکیداروں نے اس کو عام لوگوں کے لئے شجر ممنوعہ بنا کر مذہب سے بیزاری اور دوری کا سبب بنا دیا ہے جس کہ وجہ سے دنیا میں امن و بھلائی اور بھائی چارہ کی بجائے افراتفری اور بدامنی کا دور دورہ ہے اور انسان انسان کا دشمن بنا ہوا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان مذہبی ٹھیکیداروں نے بے جا قسم کی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں جس کی وجہ سے لوگ مذہب سے بیزار اور متنفر ہو رہے ہیں۔ آج کے دور میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ان بے معنی مذہبی منافقتوں سے دور رہا جائے اور اللہ عزوجل کے آسان راستے پر چلا جائے اور یہی مذہب اسلام کی اصل روح ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا جذبہ فقر

جذبۂ فقر حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی رگ رگ میں سمایا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر جذب کا غلبہ رہتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف تھے اور جو بھی ان کے مشاہدے میں آیا اس کو آپ نے اپنی کتب و رسائل میں قلم بند فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی کشف و وجدان پر مبنی تجربات آپ کی تصانیف میں جا بجا نظر آتے ہیں۔ اپنے مقام کے متعلق آپ نے جس روحانی مقام کی نشاندہی کی ہے وہ اس اُمت میں چند ہی ہستیوں کو نصیب ہو سکا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''بعض بزرگانِ دین اور مصنفین کی تصانیف الہامی ہے لیکن اس فقیر کو مقامِ الہام سے بالا محض اللہ تعالیٰ کے قرب اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے القائے کلام حاصل ہوا۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ عزوجل تک پہنچنے کا راستہ وہی ہے جو انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ نے اختیار کیا اور اس کی تبلیغ کی۔''

تصنیفات

خدا کے بندوں نے ہم کو واعظا الگ جہاں کو سبق دیا ہے
سوائے ذاتِ خدا اے لوگو کسی کے آگے نہ سر جھکانا
یہی تو مسلم ہے اپنی جنت یہی تو منزل ہے عاشقوں کی
جو کوئے باہو کو چھوڑ ڈالا نہیں ہے اپنا کہیں ٹھکانا

''مناقب سلطانی'' کے مصنف کی تحقیق کے مطابق حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ایک سو چالیس کتب عربی و فارسی میں تصنیف کیں۔ فارسی زبان میں آپ نے نعتیں بھی کہیں۔ آپ کی کتب کا ایک کثیر حصہ ضائع ہو چکا ہے۔ فقیر نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں درویشوں کے قلمی نسخوں سے تقریباً ایک سو کے قریب کتابیں جمع کیں۔ بعد میں ان کتب کا کیا ہوا اس کے متعلق کوئی کچھ نہیں جانتا۔ آپ کی پنجابی ابیات کے علاوہ صرف تقریباً پچیس کتابوں کے تراجم اس وقت ملتے ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیف میں کسی موضوع کو لے کر اس کے تمام پہلوؤں کا بیک وقت جائزہ نہیں لیتے بلکہ وہ ایک موضوع پر مکمل رشنی ڈالتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ابتداء سے انتہاء تک اس کی معروضی ترتیب کی بجائے مرکزی مضمون کو فوراً واضح کر دیتے ہیں۔ آپ نے مختلف جگہوں پر تشریح کے لئے پنجابی سی حرفی کا سا انداز بھی اختیار کیا۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں قرآن وحدیث سے بے شمار حوالے بیان کئے ہیں اور ضرورت محسوس ہونے پر صوفیاء کرام اور فقراء کے اقوال بھی نقل کئے ہیں۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی جو تصانیف اس وقت ملتی ہیں اُن کا مختصر جائزہ

ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

ا......ابیاتِ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ:

اس وقت ابیاتِ سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے کئی مجموعے مختلف اداروں سے شائع ہو چکے ہیں۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ابیات سی حرفی طرز پر لکھے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ابیات آپ رحمۃ اللہ علیہ کا جوانی کا کلام ہے کیونکہ اس میں جو منازل سلوک کی بیان کی گئی ہیں اور جن کیفیات کا ذکر ہے وہ آپ کے ابتدائی دور سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً پیر طریقت کے فیض سے طالب کے اندر جو سرور اور جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا دل مرشد کی محبت میں لبریز ہو جاتا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی اس کیفیت کا اظہار ان کی اس ابیات میں ملتا ہے:

ایہ تن میرا چشماں ہووے تے میں مرشد ویکھ نہ رجاں ھو
لوں لوں دے مُڈھ لکھ لکھ چشماں اِک کھولاں اِک کجاں ھو
اینتاں ڈٹھیاں صبر نہ آوے ہور کِتے وَل بھجاں ھو
مرشد دا دیدار ہے باھو مینوں لکھ کروڑاں حجاں ھو

''میں مرشد کے دیدار سے سیر نہیں ہوتا' کاش میرا یہ سارا بدن آنکھ بن جائے اور ہر روئیں کے ساتھ لاکھ آنکھیں پیدا ہو جائیں تاکہ ایک بند کروں تو دوسری کھل جائے پھر بھی کسی طرح مجھے قرار نہ آئے تو بھاگ کر کہاں جاؤں؟ باھو! مرشد کا جو دیدار ہے وہ میرے لئے لاکھوں کروڑوں حج کے برابر ہے۔''

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابیات میں انتہائی سادہ زبان استعمال کی ہے جو کہ اُس دور کے عوام کی زبان تھی۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھے لکھے لوگوں کے لئے فارسی میں کتب تصنیف کیں اور عوام الناس کے لئے اُنہوں نے اپنی مادری زبان کا سہارا لیا تاکہ اُن کا بیان عوام الناس کی سمجھ میں آسکے۔

۲......اسرارِ قادری:

اس کتاب میں آپ نے ابتداء میں اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی ہے' اللہ عزوجل کے اسمائے پاک کا بیان ہے اور اُس کی کبریائی کا بیان ہے' وہ تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد آپ نے اسم اللہ کے تصور کی تاثیر' فقیر کامل کے اوصاف' طالب ومرشد کے خصائص نیز مقامات وتجلیات اور اقسام توجہ جیسے موضاعات کو بیان کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں اسمائے حسنیٰ کا نقش دیا گیا ہے اور کتاب کا اختتام نہایت ہی دلکش الفاظ میں یوں کیا ہے:

"واضح رہے کہ آدمی کی اصل خاص تجلی لطیف ہے۔ آدمی کے بدن پر تجلی خاص ہے اور کپڑا آدمی کے بدن پر کثیف ہے۔ انسان تجلی خاص الخاص نور ہے۔"

۳......امیر الکونین:

اس کتاب کا اصل موضوع مقاماتِ فقر ہیں مثلاً فقیر اہلِ خدا' اہل ہوا' اہل علم' ذکر' تصور' تصورِ برزخ' مراقبہ' دعوت عظیم وغیرہ۔ آپ نے یہ کتاب ایک خاص کیفیت وجد میں تالیف کی۔ آپ مذکورہ بالا کتاب میں فرماتے ہیں کہ اگر میں انوار وتجلیات کی گرمی سے عاجز آ کر بھاگنا چاہوں تو نورِ حضور مجھ پر غالب آ جاتا ہے۔

۴......اورنگ شاہی:

یہ کتاب بھی روحانی ہدایت کے متعلق ہے اور اس کتاب میں دعوے کے ساتھ یہ لکھا گیا ہے کہ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد طالب روحانیت اپنی استعداد بڑھا سکتا ہے۔ جو اس رسالے کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کا مقصد پورا فرمائے گا اور وہ دنیا اور آخرت میں کسی کا محتاج نہیں رہے گا۔

۵......توفیق ہدایت:

اس کتاب میں مرشد اور ذکر کی مشق کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ہے کہ نظر مرشد سے مشرق و مغرب درویش کے قبضے میں آجاتے ہیں۔اس کتاب میں توجہ کا بیان بھی ہے کہ یہ سات قسم کی ہوتی ہے اور کشف کے بارے میں بھی تشریح کی ہے کہ یہ چار قسم کا ہوتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں تصور و ذکر کی مشق کے لئے کچھ نقش اور دائرے مع فوائد کے بھی بیان کئے ہیں اور حضوری کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ سات قسم کی ہوتی ہے۔

۶......تیغ برہنہ:

اس کتاب کا نام تیغ برہنہ رکھنے کے بارے میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نفس موذی کے لئے قتل کرنے والی تلوار اور کفار کے لئے دارِ حرب ہے۔اس میں قادری طریقہ کی فضیلت کی بارے میں بیان فرمایا گیا ہے۔

آپ نے ظاہری و باطنی علوم کو موازنہ کرتے ہوئے اس رسالہ میں بیان کیا ہے مطالعہ محنت اور بحث وغیرہ میں کئی سال صرف کئے جاتے ہیں وہاں یہ علوم میں فضیلت اسم اللہ ذات کی توجہ اور مرشد کامل کی توجہ سے ایک دن رات یا ایک لمحہ میں حاصل ہو جاتی ہے۔

نیز بیان کرتے ہیں کہ فقیر کے لئے علم العلوم کی شرح جاننا ضروری ہے اور وہ حق باطل کی تمیز کرنا ہے۔اس کتاب میں خفیہ ذکر و تصور کی تعریف بیان کی گئی اور بیان کیا گیا ہے کہ اسم اللہ کا تصور نفس کے لئے موت اور اس کے قتل کے لئے تلوار کی مانند ہے۔

۷......جامع الاسرار:

اس کتاب میں مرشد کی راہنمائی میں کمال حاصل کرنے کا بیان ہے۔ترکِ دنیا اور فقیر کے بارے میں انتقال خیال کی مثالیں ہیں اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی شخص کا فقر انتہائی درجہ کا نہیں ہے۔

چند ابواب فقیر کے مختلف مقامات کی سیر کے ہیں اور کتاب کے خاتمہ پر ایک بار پھر مرشد کامل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ولایت کے بیان میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ غوث کو ایک رات میں تین سو سات ہزار مراتب حاصل ہوتے ہیں اور قطب نیم پیر ہوتا ہے جبکہ غوث مکمل پیر اور اگر غوث اور قطب کے علاوہ کوئی پیر ہونے کا دعویٰ کرے گا تو وہ قیامت کے دن رسوا ہوگا۔

۸......دیوان باہو:

یہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے جو کہ فارسی زبان میں ہے۔

۹......رسالہ روحی:

حضرت فقیر نور محمد کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے کو "مخزن اسرار" کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس رسالہ میں ذات اور مقام روحانیت کے حوالہ سے کچھ اسرار بیان کئے گئے ہیں جن کے مطالعہ سے طالب وحدت الوجود کے عقیدہ سے زیادہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے بلند مقام سے روشناس ہوتا ہے۔ سروری قادری مرید اس رسالے کو وظیفہ کے طور پر بھی پڑھتے ہیں۔

۱۰......شمس العارفین:

یہ کتاب حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی مختلف کتب کے اقتباسات کا مجموعہ ہے۔

۱۱......عقل بیدار:

اس کتاب میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل کی عنایات اور فیوض کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب سے اللہ عزوجل کے خزانوں کا علم حاصل ہوتا ہے اور نہ صرف علم بلکہ وہ خزانے توفیق الٰہی سے دکھائی دینے لگتے ہیں۔

اس کتاب میں عملی سلوک کے لئے نقش اور دائرے نقل کر کے ہر ایک کے اثرات

و نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف پر بہت زور دیا ہے اس لئے اس کے ذریعہ مطلوب تک پہنچنے کے طریقہ کار کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

اس کتاب میں شرح اسمائے حسنٰی بھی بیان کی گئی ہے اور ان کی خاصیتیں جلالی و جمالی بھی تحریر ہیں۔

۱۲......عین الفقر:

اس کتاب کا نام ''عین الفقر'' اس لئے رکھا گیا کہ کیونکہ اس میں طالبانِ خدا اور فقیران فنافی اللہ کو ہر مقام میں خواہ مبتدی و متوسط ہوں یا منتہی' فائدہ رہے اور صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ اس کتاب میں سلوک کے مضامین کی ترتیب و شرح آسان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

کتاب مذکورہ میں اس بات کی بحث کی گئی ہے کہ انسان غرقِ توحید ہو کر حق الیقین کیسے حاصل کر سکتا ہے اور اس کے لئے اُسے مرشد کامل کی راہنمائی کی کس حد تک ضرورت ہے اور مرشد کامل کے خصائص کیا کیا ہے؟ مرشد ناقص سے بچنے کی ہدایت ہے اور علم حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ علم سے مراد علم ناقص نہیں بلکہ وہ علم ہے جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ تجلی کی اقسام بیان کی گئی ہیں اور نفس کی مخالفت اور ترکِ دنیا پر بھی مضامین لکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مراقبہ و مشاہدہ پر بھی تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

۱۳......فضل اللقاء:

اس رسالہ کو ''عیان الفقراء'' کا نام بھی دیا گیا ہے کیونکہ اس رسالہ کا ایک دن کا مطالعہ ،سال کی ریاضت سے افضل ہے۔ اس رسالہ میں سلسلہ عالیہ قادریہ اور بانی طریقہ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے محاسن بیان کئے گئے ہیں اور حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ''امر خدا'' ہیں۔

اس کتاب کے موضوعات بھی گذشتہ کتب کی طرح ہیں مثلاً تصور اسم ذات' مرشد

کامل کا کام، فنا فی اللہ تک پہنچنے کی تلقین و ترغیب وغیرہ۔ یہ کتاب اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں تحریر کی گئی تھی۔

۱۴......قربِ دیدار:

یہ کتاب رسول القطب، قطب الاقطاب، حق و باطل میں تمیز کرنے والی صحیح جواب باصواب اور معرفت و فقر کا مغز، مجمل ہدایت تصورات اسم ذات اللہ کا مجموعہ ہے۔

اس کتاب میں طالب اور مرشد کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں اور مرشد جس انداز سے طالب کی راہنمائی کرتا ہے اُس کے چار مراتب بھی بیان کئے گئے ہیں کہ ان چار مراحل سے گزر کر طالب روحانیت فقر کی انتہاء کو چھو لیتا ہے۔

۱۵......کلید التوحید (خورد):

اس مختصر رسالہ میں بھی سلوک کے مختلف نکات طالبانِ حق کی راہنمائی کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اس رسالہ میں درویش اور فقیر کے مراتب کا فرق بھی بیان کیا گیا ہے۔ نیز بتایا گیا ہے کہ فقیر کا مرتبہ درویش سے اونچا ہے۔ اس کے علاوہ مجلس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فیوض و برکات کے بارے میں بھی مختصر بیان ہے۔

۱۶......کلید التوحید (کلاں):

اس کتاب میں سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر الٰہی اور تصور اسم ذات اللہ کی مشق پر بہت زور دیا ہے اور تفصیل سے بیان کیا ہے کہ اسم اللہ کے ورد اور تصور سے سالک کن کیفیات اور کن مقامات سے گزر کر منزل مراد کو پاتا ہے۔

اس کتاب میں فنا فی الشیخ کا بیان ہے اور خواب و مراقبہ کا موازنہ کرتے ہوئے مراقبہ کو خواب سے زیادہ قوی قرار دیا ہے۔

کتاب کے آخر میں فقراء کے اعلیٰ مراتب اور لوگوں پر اُن کے حقوق کو واضح کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں شیخ ابو سعید بن حسن طوسی رحمۃ اللہ علیہ کی چالیس احادیث کو بھی شامل کیا

گیا ہے۔

۱۷......کلید جنت:

یہ کتاب حمد و ثناء اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف کے بغیر شروع ہوتی ہے جس کہ وجہ سے شبہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب آپ کی تصنیف کی بجائے دوسری کتابوں کے اقتباسات کا مجموعہ ہے۔

کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے اور سب سے پہلے ذکر و تصور اسم ذات کے ثمرات بیان کئے گئے ہیں پھر ان کی مشق کے لئے دائرے تشکیل دیے گئے ہیں جن کے مسلسل تصور سے انسان کا باطن روشن ہو جاتا ہے۔ آخر میں دعوت کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

۱۸......گنج الاسرار:

اس رسالہ میں حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے طریقہ کی تعریف کی گئی ہے اور بیان کیا گیا ہے کہ کسی بھی طریقہ والا کتنی ہی ریاضت کیوں نہ کر لے مگر ادنیٰ درجہ قادری کو بھی نہیں پہنچ سکتا کیونکہ قادری خدا اور رسول نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہم سخن ہوتا ہے۔

اس کتاب میں فقیر کو جمال و جلال دونوں سے گزرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ نیز اس کتاب میں دنیا کی مذمت کی گئی ہے اور قادری طریقہ میں تربیت پانے والوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ”طریقہ قادری میں معرفت الٰہی کے خزینے ہیں۔“

۱۹......مجالسۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس تصنیف کے بارے میں کہتے ہیں کہ بندہ نے اس کتاب میں تصور برزخ اسم اللہ ذات و مشاہدۂ نورِ الٰہی اور حضور مجلس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق موافق قرآن و حدیث بحکم الٰہی اور با اجازت حضرت محمد مصطفیٰ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیان کئے ہیں۔

۲۰......محبت الاسرار:

اس کتاب میں اسم اللہ کے تصور اور ذکر سے ابتداء ہے اور مختصر افقر و درویشی کے بارے میں ایسے اشارات و اسرار بیان کئے گئے ہیں جو دوسری کتب میں بہت کم نظر آتے ہیں۔ نیز اس کتاب میں فقراء کے مدارج بیان کئے گئے ہیں۔

۲۱......محک الفقراء (خورد):

اس کتاب میں سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک اور حالاتِ زندگی کے بارے میں اپنے خیالات کو بیان کیا ہے۔ یہ کتاب حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ اس میں اہلِ معرفت کی تعریف، ذکر الٰہی، نفس کی اقسام، علم و فقر کے بارے میں ابواب مرتب کئے گئے ہیں۔ نیز دعوت قرآن اور دعوت اہل قبور کا بھی ذکر ہے۔

اسی طرح فقر کے بارے میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک حدیث بھی موجود ہے۔ کتاب کا اختتام اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے حسنٰی اور نقشہ خاصیت پر ہوتا ہے۔

۲۲......محک الفقراء (کلاں):

اس کتاب میں سلوک کے بہت سے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ نیز اس کتاب میں آپ کی طرف سے دعویٰ کیا گیا ہے کہ جو شخص اس کتاب کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے گا اور اس پر عمل کرے گا اُس کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری حاصل ہوگی جو کہ لاکھوں برس کی عبادت سے بہتر ہے اور فقر کا کمال درجہ ہے۔

کتاب کے آخر میں کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کے ورد کی فضیلت کے بارے میں احادیث اور ان کے ورد کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

۲۳......محکم الفقراء:

اس کتاب میں فقیر کے لئے علم کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ سرفہرست قرآن و حدیث کا علم ہے۔ اسم اللہ کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا ہے چونکہ اسم اللہ قدیم ہے اس لئے قدیم کو قدیم زبان میں ہی یاد کرنا چاہئے۔ قدم زبان دل ہے۔ اس کتاب میں مرشد کی تعریف ہے نیز مرشد کی عنایات کا ذکر ہے۔

۲۴......مفتاح العارفین:

اس کتاب میں مرشد کے مراتب' صاحب قلب اولیاء اللہ کی خصوصیات اور اُن کی ہدایات کے ابواب ہیں۔ نیز بیان ہے کہ دعوت ایک گہرا سمندر ہے۔

۲۵......نورالہدیٰ (خورد):

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں اسرارِ ربانی سے واقف' علم سبحانی سے واقفیت' عادل' زاہد' عابد کے ابواب تحریر فرمائے ہیں۔ نیز اس کتاب میں اورنگ زیب عالمگیر کے بارے میں تعریفی کلمات اس بات کا ثبوت ہیں کہ اُس کی تخت نشینی سے پہلے سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی توجہ اس کی معاون تھی۔

مرشد اور طالب کے خصائص بیان کرنے کے بعد ذکر الٰہی کے معارف بیان کئے گئے ہیں۔ اہل دل کے دینوی و دنیوی اُمور کے بارے میں بیان ہے۔

۲۶......نورالہدیٰ (کلاں):

اس کتاب کے شروع میں حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی اور طریقہ تصانیف کے بارے میں مختصراً وضاحت کی گئی ہے۔

یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے جس میں فضیلت کلمہ طیبہ' تصور اسم ذات' شرح دعوت' مرشد و طالب کی خصوصیات' معرفت' ذکر حاضرات' طریقہ قادریہ' توجہ مرشد' فقر اور اوصاف فقیر کامل کے عنوانات کے تحت معارف بیان کئے گئے ہیں۔

معرفت کی راہ میں انسان کو جو مشکلات درپیش ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح ارواح کی توجہ واستقبال کے بارے میں اپنے مشاہدے کو بیان کیا ہے۔

اس کتاب میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں ایک قصیدہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ نیز عملی سلوک کے طالبوں کے لئے دو صفحات پر مشتمل تصور اسم اللہ ذات کا طریقہ بھی موجود ہے جسے مردانِ راہ یقیناً اپنے لئے فائدہ مند پائیں گے۔

سِرّ ھو یافتم من از باھو
نیست جز یار محرم رازم
شہسوار است بَرسرم باھو
زیرِ آن شہر یار می نازم

حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ' پیران پیرمحی الدین حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شان اور مراتب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مراتب گہرے دریا کی طرح ہیں جس کو اس دریا میں سے ایک قطرہ بھی نصیب ہو گیا وہ سیراب ہو گیا اور آپ کو یہ مرتبہ اس طرح حاصل ہوا کہ آپ ظاہر و باطن میں اللہ عزوجل کی بندگی و اطاعت سے ایک لحظہ بھی فارغ نہ ہوئے تھے اور شریعت پر قدم بقدم چل کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مرتبہ پایا۔ حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ''شاہوار معرفت'' اور روشن ضمیر ہیں اور وہ صاحب روحانی ہیں۔ دونوں جہانوں کی کنجی ان کے پاس ہے اور جو شخص ن کے مراتب کا انکار کرتا ہے وہ دونوں جہانوں میں پریشان، بے بہرہ اور بے نصیب اور معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دونوں جہانوں کے اولیاء اور مشائخ میں سب سے افضل، اعلیٰ و اولیٰ اور بے مثل فرد فرید ہیں۔ ان کا طریقہ تیغ برہنہ اور ذوالفقار کی طرح ہے۔ جو شخص ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ اس کا سر تن سے جدا کر دیتی ہے۔ وہ امر خدا ہیں اس لئے ہر امر پر غالب ہیں۔ جو شخص ان کے کسی مرید کو مغلوب کرنا چاہتا ہے

اس کی ساری نسبتیں سلب ہو جاتی ہیں آپ کی کنجی کبھی گم نہ ہوگی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید عارف باللہ اور صاحب کلید ہیں۔ جس کسی نے غوثیت اور قطبیت کے مراتب حاصل کئے ہیں اور سعادت ونعمت و ولایت پائی ہے یہیں سے پائی ہے اور جو ان سے منکر ہوا ہے وہ مردود وابلیس ہے ان کا خطاب غوث الثقلین اور غوث الجن والانس والملائکہ ہے۔"

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ قادری طریقہ کو دو اقسام میں تقسیم کرتے ہیں ان کے مطابق ایک سرور قادری اور دوسرا زاہدی قادری ہے۔

قادری زاہدی طریقہ یہ ہے کہ اس میں ریاضت اور مجاہدے کے بعد فیض پہنچتا ہے اور اس میں ظاہری تعلیم اور ذکر و شغل کے ذریعہ طالب کو آہستہ آہستہ روحانیت میں لانے سے عبارت ہے اور یہ جیسا کے عام طور پر مروج ہے۔

سروری قادری طریق میں سالک کا جذبہ اور جوش اسے براہ راست اہل روحانیت کی مجلس میں لے جاتا ہے اور وہ اپنی صلاحیت کے مطابق کسب فیض پاتا ہے اور اسے عموماً اویسی طریقہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس طریق میں سب سے پہلے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنا اور ان کے توسل سے حضور غوث پاک حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے مشرف فیض ہونا ہے۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنے آپ کو اسی طریقہ سے منسوب کرتے ہیں اور بقول حضرت شاہ ولی اللہ دہلی رحمۃ اللہ علیہ اس طریقے انتساب کو رکھنے والے بزرگ بڑی رفعت اور سطوت کے مالک ہوتے ہیں اور بقول حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ!

جائیکہ من رسیدم امکان نہ ہیچ کس را
شہباز لا مکانم آن جا کجا مگس را

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک طریقہ قادری تمام طریقوں پر قادر اور

غالب ہے اور ان کے نزدیک کسی بھی طریقہ کی انتہا قادری طریقہ کی ابتداء کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی اور قادری طریق میں معرفت الٰہی کے خزانے ہیں اور اس کا سالک ریاضت و مشقت سے کبھی کبیدہ خاطر نہیں ہوتا بلکہ ہر حال میں خوش رہتا ہے۔ سرور قادری طریق پر چلنے والا طالب لا احتیاج اور بے نیاز ہو کر حق پر نظر رکھتا ہے اس کی نگاہ میں سونا اور خاک برابر ہوتے ہیں۔ کم تر استعداد و صلاحیت رکھنے والے بھی اس طریق میں آ کر زیادہ فائدہ حاصل کر لیتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ معرفت کا بحر بیکراں ہے جو شخص اس دریائے معرفت میں غوطہ زن ہوتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ یہ طریقہ مانند آفتاب ہے اور دوسرے طریقے کی مانند چراغ اور پس چراغ کی کیا مجال کے آفتاب کے سامنے روشن ہو۔

قادری را قرب حق باشد عطا
شد مشرف روح با مشرف لقا

حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق قادری مرشد اور قادری فقیران کی نظر میں وہ فقیر کامل ہے جس کے نزدیک حیات و ممات یکساں ہے اور جو ہمیشہ مقام ولایت کی جانب متوجہ رہتا ہے اور وہ نور الٰہی میں سے ایک خاص الخاص نور ہے۔

تارک و فارغ ز دنیا قادری
ہمدم و ہم نفس صحبت با نبی
ہر کرا باور نیا شد رو سیاہ
قادری را قرب دائم باللہ

(نور الہدیٰ)

قادری مرشد کے ہر دو جہاں جن و انس تابع و غلام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کے تمام بیان کردہ اوصاف طریق قادری سے مزین و آراستہ تھے اور یہی وہ فیض ہے جو خود ان کی ذات سے امت مسلمہ کو پہنچا اور اس کا ظاہری و باطنی سلسلہ آج تک جاری ہے۔

''ابیاتِ باہوؒ'' ایک حقیقی منزل

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''ابیاتِ باہوؒ'' اُن طالبانِ حق کے لئے جو اپنی حقیقی منزل کو کھو بیٹھے ہیں کو اپنے گوہر مقصود میں کامیابی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ''ابیاتِ باہوؒ'' کے اندر تصوف و فقر' کامل عشق الٰہی اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے جس سے ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم المرتبت صوفی اور ایک عظیم المرتبت رہبر طریقت و شریعت تھے۔

''ابیاتِ باہوؒ'' پنجابی زبان میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری کا اعلیٰ نمونہ ہے اور اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی منفرد اور بلند مقام پر نظر آتے ہیں۔ اس میں کل دو سو کے قریب ابیات ہیں جن میں تبحر علمی' وارداتِ قلبی و روحانی اور مقامات و مراتب اصفیاء کی تشریح و توضیح جا بجا قرآنی تفاسیر کے حوالے اور احادیث شریف کے بیان سے کی گئی ہے۔

اس کلام مین آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد پاک پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی میراں محی الدین المعروف غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو مدعا و منشاء اور محور مرکز بنا کر اُن کے اعلیٰ مقامات اور اُن کے ذریعہ ہدایت کو وصالِ الٰہی قرار دیتے ہوئے اُن کے درجات کا بیان کیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے!

''مرشد کامل مجسمہ نورِ خداوندی' انوارِ الٰہی کا پرتو' وحدت الوجود کے اندر سب کچھ دیدارِ الٰہی کا حامل و محامل' تصورِ حق کا پرتو اور تو من شدی من تو شدم کا مصداقِ اعلیٰ ہوتا ہے۔ نفی اثبات کے ذکر کے لئے کامل

اور حامل اثباتِ الٰہی ہوتا ہے۔"

(عین الفقر)

ان ابیات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صوفیانہ مسلک اور دستور کی تفسیر موجود ہے اور اس میں صوفیانہ اسرار و رموز کی بڑی سادہ انداز میں تشریح بیان کی گئی ہے۔ اندازِ بیان آسان ہونے کی وجہ سے یہ ابیات ہر ایک کے دل میں آسانی سے سما جاتی ہیں۔ چونکہ ان ابیات میں اسرار و رموز، حقائقِ قرآنی، ارشاداتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بیان جا بجا ہے اس لئے بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کو سمجھنے کے لئے بزرگانِ دین کی تصانیف بالخصوص حضور غوث الاعظم دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو سمجھنا بے حد ضروری ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی ان ابیات کا آغاز اللہ عزوجل کی اس حمد وثناء سے کرتے ہیں جو کہ ہر عاشق کا مقصودِ اول ہے:

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من وچ لائی ھو
نفی اثبات دا پانی ملیس ہر رگے ہر جائی ھو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ھو
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہ بوٹی لائی ھو

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اسم ذات اللہ کو چنبیلی کے پودے سے تشبیہ دیتے ہوئے بیان کیا ہے کہ مرشد نے میرے دل میں اسم اللہ کا بیج بو دیا ہے جس کو نفی اثبات کے ذکر سے پانی ملے گا تو یہ پھلتی پھولتی رہے گی اور اس کی خوشبو سے میرا دل اور میرا دماغ دونوں معطر ہو جائیں گے۔ اسی لئے آپ نے اس کو چنبیلی کی بوٹی سے تشبیہ دی ہے اور اسی بات پر آپ اپنے مرشد کامل کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے آپ کے دل میں اسم ذات اللہ کا بیج بویا ہے۔

ان ابیات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عشق حقیقی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے!

ایہہ تن میرا چشماں ہووے مرشد ویکھ نہ رجاں ھو
لوں لوں دے مڈھ لکھ لکھ چشماں ہک کھولاں ہک کجاں ھو
اتنیاں ڈٹھیاں صبر نہ آوے ہور کتے دل بھجاں ھو
مرشد دا دیدار ہے مینوں لکھ کروڑاں حجاں ھو

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ مرشد کے اعلیٰ مقام کی وضاحت یہاں صوفیانہ رنگ میں کر رہے ہیں کہ مرشد کامل وہ ہستی ہے جو مرید کو بامراد کر دیتی ہے اور اگر میرا دل ایک چشمہ ہو تو میں اُس کے اندر اپنے مرشد کو دیکھنا چاہوں گا کیونکہ مرشد کامل کی ذات کے بغیر اس بے قرار کو کبھی سکون نہیں آئے گا اور مرشد کامل کا دیدار ہزاروں کروڑوں نعمتوں سے اچھا ہوتا ہے کیونکہ مرشد کامل کا کام یہ ہے کہ وہ انسان کو اُس کی حقیقی منزل سے روشناس کراتا ہے اور اُس کو تمام منازل سے گزار کر حقیقی منزل تک پہنچا کر ہی دم لیتا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

''ہماری نمازیں ایسی ہیں جو خود بخود ہمارے اندر یکساں قوت و رفتار سے ہمہ وقت جاری ساری رہتی ہیں' ہماری نمازوں میں ظاہری شرعی نمازوں کی طرح نیت' رکوع' سجود و قیام' جاری و ساری رہتے ہیں۔ ظاہری نمازوں کی طرح ان میں تاخیر' فوتگی کا احتمال ختم ہو چکا ہوتا ہے اس لئے ہمارا وجود روحانی کامل خشوع و خضوع ارا کین کی کامل بجا آوری کے لئے ہمہ تن مشغول رہتا ہے۔''

اسی بات کو حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ یوں بیان فرماتے ہیں:

نیت فرید نماز شہودی
ہر شے میں رمز و جودی

جب فرید نے نماز کی شہادت اور نیت اپنے اندر قائم کر لی تب اُس نے اپنے وجود کے اندر نماز کے رکوع و سجود کو ایک رمز کے طور پر جاری و ساری پایا اور یہی منزل

عاشقوں کی ابتداء ہوتی ہے۔

ایسے میں حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

من زسوزِ ہجرا و خون گریہ کروم روز و شب

اب اس سوز ہجراں کا علاج کیا ہے تو اس کا سیدھا علاج یہ ہے جو کہ اتباعِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں مضمر ہے اور یہی راستہ منزلِ حقیقی تک پہنچاتا ہے اور دیدارِ الٰہی کا موجب بنتا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپنی ان ابیات میں دراصل اُس فقیری رنگ کو بیان کر رہے ہیں جو کہ اُس وقت تک عملی طور پر ممکن نہیں جب تک اُسوۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہ اپنایا جائے اور یہی اُن کی ابیات کا خلاصہ ہے۔ اس کے لئے آپ طالب کو ان الفاظ میں درس دیتے ہوئے نظر آتے ہیں:

ایہہ تن رب سچے دا حجرہ پا فقیرا جھاتی ھو
نہ کر منت خواج خضر دی اندر تین حیاتی ھو
شوق دا دیوا بال انھیر ے لبھی وست کھڑاتی ھو
مرن تھیں آگے مر رہے جھاں حق دی رمز پچھاتی ھو

انسان کی جسمانی ماہیت پر غور کیا جائے تو یہ ایک عجوبہ نظر آتا ہے۔ سائنس اس کے بارے میں کچھ کہتی ہے جبکہ روحانیت اس کے بارے میں کچھ اور جانتی ہے۔ روحانیت کے مطابق انسان سے مراد ایک ایسا گھر ہے جہاں انسانی روح جو کہ حق تعالیٰ کی پرتو ہے وہ رہتی ہے جس طرح خانہ کعبہ اللہ عزوجل کا گھر ہے لیکن اس میں اللہ عزوجل بذاتِ خود نہیں بلکہ اُس کا جلوۂ حق موجزن ہے۔ اسی لئے فرماتے ہیں کہ اے طالب اپنے دل کی دنیا میں اسم ذات اللہ کا چراغ روشن کرتا کہ تجھے تیرہ گمشدہ دوست مل جائے اور جن لوگوں نے حق کی رمز کو پہچان لیا وہ مرنے سے پہلے ہی مر گئے۔

حضرت سخی شاہ نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہوش کریں اے دوست جس شے نوں توں لبھیویں
وہ شے موجود اندر تیرے توں کیوں خضر دی منتاں کریویں

چونکہ فقیر کا مقام اندریں وہ مقام ہوتا ہے جہاں کائنات کے چودہ طبق روشن ہوتے ہیں اس لئے اس کے اندر آبِ حیات کا ایک ٹھاٹیں مارتا چشمہ موجزن ہوتا ہے۔ اب یہ اس کا فرض ہے کہ وہ معرفت حق کے سمندر و آبِ حیات کے چشمہ سے کیسے سیراب ہوتا ہے۔

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کی ابیات پڑھنے یا سننے سے دل میں ایک مخصوص سوز و گداز پیدا ہوتا ہے جس سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں راہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابیات میں کوئی پہلو تشنگی کا نہیں چھوڑا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ابیات میں دنیا کی بے ثباتی کو مختلف انداز اور حوالوں سے بھی بیان کیا ہے تا کہ ایک سچا عاشق راہِ حق سے بھٹکنے نہ پایا۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں آپ کے کلام کو سمجھے اور اُس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وصالِ مبارک

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ بمطابق ۱۶۹۱ء بروز جمعرات اورنگ زیب عالمگیر کے دورِ حکومت میں تریسٹھ (۶۳) برس کی عمر میں اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شورکوٹ کے قریب دریائے چناب کے کنارے قلعہ مہرگان میں دفن کیا گیا۔ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا مزارِ مبارک تھا جہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ستر برس تک آرام فرمایا۔

جب قلعہ مہرگان جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ کے قبضے میں آیا تو حضرت شیخ سلطان محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت شیخ سلطان ولی محمد رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند نے اپنے متقی پن کی وجہ سے یہاں سے ہجرت فرمالی۔

حضرت شیخ سلطان محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر صرف چند ایک فقراء اور خادمین ہی رہ گئے۔ اتفاقاً کچھ عرصہ کے بعد دریا میں طغیانی آئی جس کی وجہ سے قلعہ کو نقصان پہنچا اور پانی قلعہ میں داخل ہو گیا۔ ان خادمین نے آپ کے دیگر خلفاء اور فقراء کے مزارات کے صندوق تو وہاں سے نکال لئے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندق بڑی جستجو اور تلاش کے بعد بھی دریافت نہ ہو سکا۔

اس پریشان صورتِ حال میں حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کو خواب میں حکم دیا کہ تم سب مطمئن رہو کل صبح ایک شخص آئے گا وہی آ کر ہمارا صندوق نکالے گا اور اس دوران دریا غلبہ نہ پا سکے گا۔

اس غیبی اشارہ کے ملتے ہی مریدین کو تسلی ہوئی اور وہ صبح کا بے صبری سے انتظا

کرنے لگا۔ صبح ہوتے ہی ایک نقاب پوش شخص نمودار ہوا اور اُس نے اُس جگہ جہاں پر حضرت کے مریدین نے مٹی نکال رکھی تھی بلا تامل حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق نکال لیا۔ یہ سب دیکھ کر ہزاروں لوگ اکٹھے ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بدستور آرام فرما رہے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ریش مبارک سے غسل کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جب صندوق کو کھولا گیا تو عجب خوشبو میلوں دور تک پھیل گئی اور حاضرین پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک ملنے کے بعد اب مریدین اس شش و پنج میں تھے کہ اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک کس جگہ دفن کیا جائے۔ دریا کی طغیانی سے صرف دریا کی غربی سمت جنگل ہی محفوظ تھا جو کہ مویشیوں کی چراگاہ تھا۔ اس جنگل میں ایک حویلی موجود تھی جس کے بارے میں مشہور تھا کہ جو شخص اس حویلی میں قدم رکھے گا وہ بے ہوش ہو جائے گا یہاں تک کہ مویشی بھی اس حویلی میں داخل ہوتے ہوئے گھبراتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر اپنے ایک مرید کو اشارۃً حکم دیا کہ اس چاردیواری کے اندر صندوق کو دفن کیا جائے۔ یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مزارِ مقدس ۱۱۸۰ھ میں تعمیر ہوا اور تقریباً ایک سو ستاون (۱۵۷) سال تک مرجع خلائق رہا اور ہزارہا متلاشیانِ حق اس سے فیض یاب ہوتے رہے۔ جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ جب شورکوٹ چھوڑ کر چلے گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ پاک دوبارہ اس جگہ آ کر آباد ہو گئی۔

دوبارہ مزار کی تعمیر کے تقریباً ایک سو ستاون سال بعد دریا میں پھر طغیانی آئی اور اس دفعہ دریا کے پانی پھر مزارِ مبارک تک آ پہنچا۔ یہ ۱۳۳۶ھ کا واقعہ ہے اور اس زمانہ میں حضرت سلطان نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین تھے۔ حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے اردگرد جتنے بھی خلفاء اور مریدین کے مزارات تھے اُن کے صندوق صحیح سالم ملتے گئے مگر حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک ایک مرتبہ پھر نہ مل سکا۔ یہ سب دیکھ کر حاضرین کو بہت پریشانی ہوئی اور اُن کے ذہنوں میں سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر

گونجنے لگا:

باھُو قبر گم جثہ گم نام و نشان
جثہ را با خود برم در لامکان

یہ پوشیدگی اُس وقت کسی مصلحت کے تحت تھی جس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود حضرت سلطان نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اور اس بے چینی کو دور فرمایا۔

علی الصبح زمین کو دوبارہ اس جگہ سے کھودنے پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صندوق مبارک کے آثار نظر آئے۔ جب مزید مٹی نکالی گئی تو خوشبو کے تیز حلے آنا شروع ہو گئے۔ اس کثرتِ خوشبو سے وہاں کھڑا ہونا مشکل ہو گیا اور اسی وجہ سے صندوق مبارک کا باہر نکالنا مشکل ہو گیا۔ حضرت سلطان نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بمشکل صندوق مبارک کو باہر نکالا۔ اس دوران کئی کرامات کا ظہور بھی ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صندوق مبارک بموجب حکم دربار شریف کے مغربی گوشہ میں ایک میل کے فاصلے پر ایک مزار شریف بنا کر اس میں دفن کیا گیا۔ چھ ماہ کے عرصے میں یہاں مسجد اور متعدد حجرات بنائے گئے جو کہ اب بھی موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا موجودہ مزارِ مبارک اب بھی مرجع خلائق خاص و عوام ہے۔

فرمودات

- مرشد کامل وہ ہے جس کی ایک نظر بھی ہزار سال کے سجدوں سے زیادہ فضیلت اور علم رسمی سے زیادہ اثر رکھتی ہو۔
- صاحب تاثر وہ ہے جس کی نظر نفس کی تربیت کرے اور اسے طمع دنیا و ہوا و ہوس سے فارغ اور رزق کی جانب مائل کر دے اور مقرب الٰہی بنا دے۔
- طالب دنیا محبت دنیا کے زیر اثر شیطان کا پیروکار بن کر دوسروں کو گمراہ کرتا ہے اس لئے وہ حال و قال سے ناواقف ہوتا ہے۔
- شیطان مانند زن راہزن ہے اس کو چھوڑ کر جوانمردوں کا ہاتھ جس نے پکڑا وہ صحیح معنوں میں جوان مرد ہے۔
- علم حقیقی وہی ہے جس سے معرفت الٰہی حاصل ہو اور حیوانیت کے دائرہ سے نکل کر انسان انسانیت کے درجہ میں پہنچے اور اس کا دل زندہ اور نفس مردہ ہو جائے۔
- جوان مرد وہی ہیں جو خدا تعالیٰ کے سوا کسی شے کی جستجو نہیں کرتے نہ انہیں دنیا اور اس کی زیب و زینت کی خواہش نہ حور نہ جنت و بہشت کی تمنا ہوتی ہے وہ تو صرف طالب اللہ ہوتے ہیں۔
- شان مسلم یہ ہے کہ وہ جو شیطان کے نام سے غصہ اور رحمان کے نام سے خوش ہوتا ہے۔
- جو شخص اسم اللہ تعالیٰ سے منع کرتا ہے وہ یا تو منافق ہے یا کافر اور حاسد و متکبر۔
- فقیر وہ ہے جس کا وجود ایک لطیف شعلہ کی مانند عشق کی آگ سے بھڑکتا اور بغیر

ذات معشوق کے قرار نہ پاتا ہو اور جب تک اپنے معشوق کو دیکھ نہ لے ازل سے ابدتک پریشان رہے۔

- زندہ دل وہی ہے جو ذکر اللہ تعالیٰ پر غور کرے اور راز سرِ الٰہی تک جا پہنچے۔
- ذکر قلبی کا حامل وہ شخص ہے جس کے سامنے حجاب اللہ اکبر پارہ پارہ ہو اور بے حجاب ہو کر ذاکر دائم السیر ہو اور شب و روز ذوق و مشاہدہ میں رہے۔
- جب شکم طعام سے خالی ہو اس وقت معراج فکر حاصل ہوتی ہے۔
- صبر و شکر یہ ہے کہ فقیر دنیا اور حب دنیا سے صابر شاکر ہو۔
- فقر حقیقی وہی ہے جو پیغمبروں کی میراث ہے۔
- جب دنیا' حرص اور حسد نیز بدعت و ضلالت شیوہ علم شیطانی ہیں جبکہ ترک دنیا اور اطاعت رحمان علم رحمانی ہیں۔
- علم صحیح معنوں میں وہی ہے جو باعمل ہو۔
- جو شخص کہ علم پر عمل نہیں کرتا علم اس کے لئے وبال بن جاتا ہے۔
- علماء وہی ہیں جو دنیا کو طلاق دے رہے ہیں اور سنت نبوی ﷺ کو بجالائیں اور گھر بار قذانی کوہ میں صرف کر دیں اور خلق محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بے یار و بے طمع ہو کر پیرو رہیں۔
- جہالت یہ ہے کہ عمل اور اطاعت خوف الٰہی سے خالی ہو اور اس کا خانہ جہالت معصیت سے پر ہو۔
- یاد رکھیں کہ عالم کی نظر حروف و سطور پر ہوتی ہے جبکہ فقیر کی نظر معرفت حضور پر۔ علماء اہل شعور و فہم جبکہ فقرا اہل حضور و وہم ہوتے ہیں۔
- صاحب شعور کا دل نظر خدا سے محروم بوجہ شب و روز لکھنے پڑھنے میں مصروف ہوتا ہے جبکہ صاحب نظر کا دل منظور نظر ہے۔
- صاحب نظر وہ ہے جس کا دل پر درد اس کی مراد موت سلیم' حلیم و شکستہ خاطر مراط

مستقیم پر قائم، ذکرواشغال میں مصروف اور غرق توحید ہو۔

- یہ ضروری نہیں کہ جہان سے الگ تھلگ رہا جائے خواہ کسی رنگ میں رہو خدا کے ساتھ رہو۔
- دنیا کیا ہے؟ خدا سے غافل ہونا نہ کہ اسباب چاندی، فرزند اور عورت۔
- اندر سے آشنا اور باہر سے بیگانہ کی طرح بنے رہنا ہی حقیقی عاشق کی نشانی ہے۔
- درویش کے لئے لازم ہے کہ وہ رات کو اپنے دوستوں، گھر والوں سے جدا ہو کر تنہائی میں ہر رات کو لیلۃ القدر (قبر کی رات) بنا کر اللہ تعالیٰ عزوجل سے خلوت بنائے تاکہ راز و نیاز کی باتیں ہوسکیں۔
- فقیر کے لئے لازم ہے کہ وہ ہر دن کو روز محشر خیال کرے اور اس دن کے حساب کتاب کے لئے اپنے آپ کو تیار کرے۔
- خاموشی ایمان کا سر ہے خاموشی مومنوں اور ایمان کا تاج ہے اور رضائے الٰہی کا تاج ہے۔
- جب تک نفس یعنی بشریت اور بشر کو فنا نہ کیا جائے گا درجہ بقاء حاصل نہیں ہوگا۔ نماز، روزے اور بہت طاعت کی نسبت ایک گھڑی کا قلبی ذکر بہتر ہے۔
- جب کباب پک جاتا ہے تو اس سے پانی کم نکلتا ہے ایسا اس وقت ہوتا ہے جب دوست وداع ہو رہا ہو۔
- اللہ تعالیٰ عزوجل کے لطف و کرم کی طرف دھیان رکھو، بندہ گناہ کرتا ہے اور شرمندہ خدا کرتا ہے۔

مرشد ما پیر باھو

فقیر نور محمد سروری قادری

مرشد ما پیر باھو بے مثال
مثل او ہر گز ندیدم باکمال
نور اسمیں است درِ آغوش او
دولت دارین در کفین او
شاہد ذات است اندر جامِ او
قلزمِ قلب است دریا نوش او
بادۂ عشق است اندر جامِ او
بہتر از صد پختگاں یک خامِ او
ماہتاب دیگراں شد ناپدید
آفتابش دائما اندر مزید
معرفت را سہل و آساں ساختہ
خام مسکہ در عسل انداختہ
ہرچہ گفتہ عین گفتہ عین حق
عارفاں گیرند از دے خوش سبق
ہر کتاب اوست پیر راہبر
ہست دَر دے نور باھو مستتر

سطر اُو سریست اَز اسرارِ حق
مخزنِ اسرارِ مولےٰ ہر ورق
حرف اُو دریست از علم لدن
ہر سخن سریست از اسرارِ کن
جاہل از خواند شود عالم کمال
عالم از خواند شود صاحب وصال
مردہ دل را زندگی بخشد دوام
زندہ دل را قرب بخشد لاکلام
دولت دارین شد محتاج را
زد گدائے یافت تخت و تاج را
سالکاں را رہ نماید پیش پیش
نوشد روہست بر دلہائے ریش

مظہر سرِّ الٰہی

فقیر الطاف حسین سروری قادری

پیر باہو سرّ یاھو مظہر سرّ الٰہی
ہر گدا سلطان شد از نیم نظر پادشاہ

پیر باہو عین یاھو صورتِ ظل اللہ
ہر کہ آمد نور شد از پر تو نورِ خدا

بارانِ رحمت بائے باہو حق نشاں و نور نور
ہائے ھو نور دو چشم داں عین حضورِ مصطفےٰ

واوٗ وصل آخر باہو شدے
اول فنا اوسط بقا آخر لقاء

پر ز عصیاں گنہگارم روسیاہ
نسبت باہو الطاف را آخر پناہ

چادرِ نور

رشید احمد قادری

نہ سمجھے گا حقیقت ہر بشر سلطان باہو کی
نگاہ لن ترانی ہے نظر سلطان باہو کی
فلک کی راہ ہے گردِ سفر سلطان باہو کی
گواہی دیتے ہیں شمس و قمر سلطان باہو کی
زمیں سے آسماں سے بحر و بر سے بادو باراں سے
صدا آتی ہے ہر شام و سحر سلطان باہو کی
نہاں ہے لن تنالو البر حتی تنفقوا میں کیا
ہے تفسیر کرم بے شک مگر سلطان باہو کی
یہ ہر عارف کے سلطاں ہیں بتایا غوثِ اعظم نے
منادی کر گئے خیر البشر سلطان باہو کی
تم اس کا مرتبہ خود آیۂ تطہیر میں ڈھونڈو
ہے چادر نور کی جو قبر پر سلطان باہو کی
عیاں ہر ذرہ سے ہوگا اولی الابصار کا منظر
اگر آنکھوں میں ہوگی خاک درِ سلطانِ باہو کی
سنا ہے اسم اعظم نام باہو متصل بودہ
یہی ہے شان لیکن مختصر سلطان باہو کی

مکاں سے لامکاں ہوں گے نظر میں لامکاں ہوگا
ہوئی یہ زیست گر زیرِ نظر سلطان باہو کی

سن اے زاہد جسے تو جنت الفردوس کہتا ہے
وہ خوشبو ہے بعنوانِ دگر سلطان باہو کی

نہ برسا تیر اے چرخ کہن اس میرے سینے پر
ثناء کرتے ہیں یہ جان و جگر سلطان باہو کی

یہی سلطان حبیب اس مسند عالی کے جو مالک
وہ ہیں اک بار در شاخ شجر سلطان باہو کی

رشیدؔ اس زندگی میں ذکر باہو سے نہ ہو غافل
عجب توصیف ہے پاکیزہ تر سلطان باہو کی

کتابیات

۱۔ اسرار العارفین از حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ محک الفقراء از حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ عین الفقراء از حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ شمس العارفین از حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ تاریخ تصوف از پروفیسر یوسف سلیم چشتی
۶۔ مناقب سلطانی از حضرت سلطان حامد رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ شرح ابیاتِ باہو از ابوالکاشف قادری رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ حق باہو از عارف نوری
۹۔ اقوالِ اولیاء از علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ کلام باہو از حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

ہماری چند دیگر مطبوعات